ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

اسلامی اقتدار کا نقیب

نگرانِ اعلیٰ

مفتی محمود



۷ ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ ۰ جمعہ

قیمت ایک روپیہ

گھروندوں پہ بکھر جا

منزل کی طرف چل روش عام سے ہٹ کر
اب تک نہ جدھر کوئی بھی پہونچا ہو اُدھر جا

ہر گام بگولوں کی طرح چل نہ الجھ کر !!
آندھی کی طرح وسعتِ صحرا سے گذر جا

آسائش دنیا کو سمجھ قرضِ تمدن
کچھ فیض اٹھایا ہے تو بے فیض نہ مر جا

دے صورتِ خورشید اندھیروں کو شکستیں
دنیا میں غریبوں کے گھروندوں پہ بکھر جا

موجوں کی طرف دیکھ نہ گھبرائی نظر سے
طوفاں بھی سواری ہے تری پار اُتر جا!

دہقاں کا پسینہ ہو تری آنکھ کا آنسو
یُوں جی نہیں سکتا تو یہ بہتر ہے کہ مر جا

دنیا تری جاگیر ہے عقبیٰ تری میراث
یہ کس نے کہا ہے نہ اِدھر جا نہ اُدھر جا؟

احسان دانش



جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۴۲
جمعتہ المبارک ۷ ذیقعدہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۷۷ء

سرپرست
مولانا عبیداللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ ۴۵ روپے
ششماہی ۲۳ روپے
سہ ماہی ۵۰/۱۱ روپے

یکے از مطبوعات
جمعیتہ علماء اسلام پاکستان

اداریہ

موجودہ صورت حال کا تقاضا

عام انتخابات کے التواء کے بعد قومی حلقوں کی طرف سے جن منفی و مثبت خیالات و آراء کا اظہار کیا۔ ان کا سلسلہ جنرل ضیاء الحق صاحب سے پاکستان قومی اتحاد اور دیگر جماعتوں کے نمائندہ وفود کی ملاقات کے بعد تقریباً ختم ہوگیا۔

گو فی الحال سیاسی سرگرمیوں پر پابندی ہے، لیکن بیانات وغیرہ کا سلسلہ سیاسی رہنماؤں اور دیگر قومی حلقوں طرف سے جاری ہے جہاں پر حکومت کی طرف سے بھی کوئی قدغن نہیں۔

ان بیانات و خیالات کی روشنی میں دیکھا جائے تو پاکستان قومی اتحاد اور پیپلز پارٹی کے علاوہ دیگر جماعتوں کا بھی موقف یہی ہے کہ احتساب کا عمل جلد مکمل کر کے عام انتخابات کا ڈول ڈالا جائے۔ اگر انتخابی عمل میں کسی بھی وجہ سے تاخیر کی گئی یا تاخیر ہوئی تو اس سے نہ صرف قوم کا اعتماد مجروح ہوگا، بلکہ جمہوری اداروں اور جمہوریت کی تباہی کا سامان بھی بہم پہونچے گا۔ جو ملک اور قوم کے لیے کسی صورت مفید نہیں ہوسکتا۔

اس سلسلے میں قومی حلقوں کی طرف سے کچھ تجاویز بھی پیش کی گئیں جن کا ماحصل یہ ہے کہ مقدمات کے سلسلے میں عدالت کی کارروائی روزانہ بلاناغہ جاری رہے اور حکومت اس مقدمہ کی پیروی کے سلسلے میں جو بھی مواد اپنے پاس رکھتی ہے وہ جلد عدالت کو مہیا کر دیا جائے تاکہ عدالت کو جلد فیصلہ کرنے میں سہولت ہو — خود موجودہ حکومت کا اپنا مفاد بھی اسی میں ہے کہ احتساب کا قضیہ جلد نمٹ جائے تاکہ ملک کے عوام اپنے نمائندوں کے ذریعہ اپنی پسند کا نظام اس ملک میں نافذ کر سکیں۔

سیاسی جماعتوں کی طرف سے قومی حکومت کی تشکیل میں شرکت سے انکار کی وجہ سے حکومت کی ذمہ داریاں پہلے سے کہیں بڑھ گئیں ہیں۔ یقیناً خود حکومت کو بھی اپنی موجودہ پوزیشن کا احساس ہوگا۔

خدانخواستہ جمہوری تعطل کے اس عارضی دور سے فایدہ اٹھاتے ہوئے کوئی اندرونی یا بیرونی عنصر اگر ملک کے خلاف کسی بھی نوع کی سازش کرنے میں کامیاب ہوگیا تو یہ بہت بڑا المیہ ہوگا جس کی تلافی کسی بھی صورت ممکن نہیں ہوگی۔ اور اس قسم کے احتمالات کوئی بعید از قیاس بات نہیں۔

پیپلز پارٹی ایسے موقع کی تلاش میں ہے اور ملک میں افراتفری اور انارکی پھیلانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کر رہی، کیونکہ احتساب کا عمل پیپلز پارٹی کی موت و حیات کا مسئلہ ہے۔ اس عمل میں تاخیر ضرر رساں ثابت ہوسکتی ہے نہ صرف حکومت کے لیے بلکہ پوری قوم کے لیے۔

اس ضمن میں پیپلز پارٹی کے رہنماؤں کی موجودہ منافقانہ پالیسی کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ایک طرف تو پیپلز پارٹی کی ہائی کمان یہ بیان دے رہی ہے کہ ہم کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہتے جس سے ملک اور قوم کا نقصان ہو اور دوسری طرف اسی پارٹی کے صوبائی اسمبلی کے امیدوار اپنی قیادت میں لوگوں کو ہنگامے کرنے پر اکسا رہے ہیں۔

پارٹی کی قائم مقام چیئرمین بیگم نصرت بھٹو اور انکی ہونہار بیٹی مس بے نظیر بھٹو اب تک انقلاب اور خون خرابے کی باتیں کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ پارٹی کا سرکاری ترجمان روزنامہ مساوات جلی سرخیوں سے ہنگامہ کرنے والوں اور گرفتاریاں پیش کرنے والوں کی خبریں شائع کر رہا ہے۔

بظاہر ایسا لگتا ہے کہ جو رہنما ہنگاموں اور گرفتاریوں کی تحریبی اور غیر قانونی سرگرمیوں سے اعلان برأت کر رہے ہیں وہ بھی منافقانہ روش اپنائے ہوئے ہیں اور درپردہ ہنگامہ پروروں کی انہیں آشیرباد حاصل ہے۔

[illegible] میں چھپا اور مولانا عبیداللہ انور نے شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

دلیل اس کی یہ ہے کہ پیپلز پارٹی کا مذکورہ گروپ اظہار برات تو کر رہا ہے لیکن دھیمے لہجے میں مگر اب تک ان رہنماؤں کی طرف سے ایسا کوئی بیان نہیں چھپا جس میں انہوں نے پارٹی ورکروں کو یہ تلقین کی ہو کہ وہ پارٹی کے موقف کے خلاف کوئی عمل نہ کریں۔

اس کے برعکس نصرت بھٹو بار بار یہ کہہ رہی ہیں کہ پارٹی کارکنوں کو گرفتاریوں سے حوصلہ نہیں ہارنا چاہیے۔ انہیں خوف نہیں کھانا چاہیے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ ایک سوچے سمجھے منصوبے اور پروگرام کے مطابق ہو رہا ہے اور ان ہنگاموں، مظاہروں اور گرفتاریوں کا مقصد عدالت عظمےٰ پر غیر قانونی دباؤ ڈالنا ہے۔

لیکن ہم بھٹو کے ان نادان دوستوں کو یہ بتلا دینا چاہتے ہیں کہ اس قسم کے غیر قانونی مصنوعی عملوں سے حقائق و واقعات کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ بھٹو کے پیچھے خواہ کتنا ہی شور مچائیں اب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو کر رہے گا اور مجرم اپنے کرتوتوں کی سزا بھگت کر رہیں گے۔ انشاء اللہ۔

ضیاء الرحمٰن فاروقی۔

بھٹو کے "عوامی دور" میں ہونے والے "عوامی کاموں" کی چند جھلکیاں

بہ سلسلہ ایک نااہل حکمران

بھٹو کے دور میں

تعلیمی اداروں کی حالت

کسی جلوس اور تحریک کا اعلان ہوا تو تعلیمی ادارے بند۔

تحریک ختم نبوت چلی تو تعلیمی ادارے بند۔

ادھر بلوچستان میں تو طویل عرصہ تک تعلیمی ادارے بند۔

سوات اور دیر کا ہنگامہ ہوا تو تعلیمی ادارے بند رہے۔

ہاسٹلوں کی فیس انتہائی بڑھا دی گئی۔

کتابوں کی قیمتیں دگنی ہو گئیں۔

پہلی جماعتوں کے طلباء کو سابقہ ریکارڈ پر بغیر امتحان اگلی جماعت میں بھیجنے کا قانون پاس ہوا۔

حیدرآباد میں لیاقت میڈیکل کالج میں خون ریز ہنگامہ ہوا۔ قائد اعظم کی تصویر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔

طلباء کی بنگلہ دیش نامنظور کی تحریک چلی تو پولیس کالجوں میں گھس گئی۔ طلباء پر تشدد کیا۔

نشتر کالج میں ہر سال ہنگامہ برپا ہوا۔ پولیس آتی رہی طلباء گرفتار ہوتے رہے۔

پاکستان کے کسی کالج میں اساتذہ کی کمی رہی تو کہیں عمارات کا فقدان۔ کوئی کالج اپنی صحیح اور خالص تعلیمی حالت میں نظر نہ آتا۔

گورنمنٹ کالج لاہور میں گورنر نے براہ راست اپنی سیاست چلانا چاہی تو نہ ختم ہونے والی لڑائی چل نکلی۔

پنجاب یونیورسٹی کو رام کرنے کے لیے مسٹر بھٹو کے صوبائی حکمرانوں نے ہر حربہ استعمال کیا۔ چند طلبا خریدے گئے۔ مخالفین پر گولی چلی، انارکی پیدا ہوئی نظم تعلیم میں خلل آیا، نئی نسل کے دل نفرت سے بھر گئے طلبا کو معاشرے میں بدنام کرنے کے لیے ۱۰ پیسے کے ٹکٹ کا ڈھونگ بعنوان کرائے کی رعایت ڈالا گیا غور اور تدبر کرنے والے جانتے ہیں کہ اس رعایت سے طلبا کی عزت کنڈیکٹروں اور ڈرائیوروں میں قطعاً باقی نہ رہی۔ اس سلسلے میں حکمرانوں کی عیاشیوں پر خرچ ہونے والے کروڑوں سے ہر شہر کے مختلف کالجوں کے لیے اگر گورنمنٹ بسیں مخصوص کر دیتی اور ریل گاڑیوں اور سرکاری بسوں کی رعایت بحال رکھتی تو طلبا کی عزت پر کوئی انگشت نمائی نہ کر سکتا تھا

ایک صوبائی وزیر کی کار میں چند مسلح افراد ۲۵ اپریل کو اورنٹیل کالج لاہور میں آئے اور سارا دن گولی چلتی رہی۔

۱۹۷۳ء میں گارڈن کالج راولپنڈی میں انتخابات کے موقع پر پولیس کی مداخلت سے متعدد طلبا زخمی ہوئے۔

بھٹو کے دور میں سیاسی مخالفین پر تشدد

بلوچستان میں ۵۴ بلوچ رہنماؤں کو مختلف جھوٹے الزامات میں ملوث کر کے غیر معینہ مدت کے لیے جیل بھیج دیا گیا۔

بلوچی عوام جنہوں نے ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں مسٹر بھٹو کو مسترد کر دیا تھا۔ ان کے متعدد علاقوں پر بے پناہ بمباری کی گئی۔ جیلوں میں کارکنوں کے ناک کان اور نفس کاٹ دیئے گئے۔

----کڑیاں ملاتے جایئے

وانا وزیرستان کے مولانا نور محمد اور ان کے رفقاء کو اپنی مخالفت کے الزام میں ایک طویل مدت کے لیے جیل بھیج دیا گیا اور وانا میں ——— ہزاروں افراد کو بے خانماں کر کے ان کی دکانوں اور بازاروں پر بلڈوزر پھیر دیئے گئے!

تحریک بحالی جمہوریت، تحریک ختم نبوت، کراچی کے لسانی فسادات اور تحریک نظام مصطفےٰ میں مخالف رہنماؤں اور کارکنوں پر اذیت ناک مظالم ڈھائے گئے۔

جماعت اسلامی پاکستان کے امیر میاں طفیل محمد پر انسانیت سوز مظالم کیے گئے۔

ملک محمد قاسم جنرل سیکرٹری پاکستان مسلم لیگ کو حوالات میں برہنہ کر کے شرافت و حیا کے منہ پر طمانچہ رسید کیا گیا

پاکستان جمہوری پارٹی کے رہنما بشیر احمد خاور ایڈووکیٹ کو ایک کمرے میں بند کر کے چوہے اور بچھو چھوڑے گئے۔

نیشنل عوامی پارٹی کے سید مسعود گردیزی پر بے پناہ تشدد کر کے ان کے دماغ پر ضربیں لگائی گئیں

اپوزیشن کے جلسوں پر پیپلز پارٹی کے [illegible] چھرے اور خنجر لے کر سر عام آتے اور [illegible] کر کے جمہوریت کو سبوتاژ کرتے۔

تحریک استقلال کے سربراہ [illegible]

اصغر خان پر [illegible] قاتلانہ حملے ہوئے

ایئر مارشل موصوف [illegible] سے پہنچے

متعدد مرتبہ تشدد کیا۔

پاکستان مسلم لیگ کے عظیم اور قابل قدر لیڈر چوہدری ظہور الٰہی کو طویل مدت کے لیے جیل بھیج کر ان کے کاروبار کو مفلوج کر دیا گیا۔ ایک اطلاع میں انہیں چار کروڑ روپے کا نقصان پہونچایا گیا۔

ایئر مارشل اصغر خان کی سکھر کی زمین کے دس مربعے قرق کر لیے گئے بعد میں انہیں واگذار کر دیا گیا۔

تحریک استقلال کے صوبائی لیڈر جناب جاوید ھاشمی پر بیسیوں مقدمات قائم کر کے انہیں متعدد مرتبہ جیل بھیجا گیا۔ اور طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں۔

جمعیۃ علماء پاکستان کے مرکزی رہنما مولانا عبدالستار خان نیازی کو گرفتار کر کے متعدد مرتبہ گرفتار کر کے طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں۔

جمعیۃ علماء اسلام کے قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ اور مولانا منظور احمد چنیوٹی پر لاتعداد مقدمات قائم کر کے ان کی نقل و حرکت پر پابندی لگائی جاتی رہی۔ آخر الذکر کو بہاول پور جیل میں بیڑیاں پہنائی گئیں۔

صوبہ سرحد میں نیشنل عوامی پارٹی کے تمام کارکنوں اور رہنماؤں پر جھوٹے مقدمات قائم کر کے ان میں اکثر کو حوالاتوں میں لے جا کر تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔

بھٹو کے دور میں سیاسی قتل

ے گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے

. . . .

تحریک استقلال کے شیخ حفیظ کے بھتیجے کو دن دہاڑے گولی مار دی گئی

۱۳ مارچ ۷۴ء کو کوئٹہ سے فورٹ سنڈیمن جاتے ہوئے جمعیۃ علماء اسلام کے مولانا شمس الدین کو گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔

۲۳ مارچ ۱۹۷۳ء کو لیاقت باغ راولپنڈی میں مسٹر غلام مصطفےٰ کھر، مختار اعوان اور ملک حاکمین ایسے وزراء کی قیادت میں غنڈوں نے اپوزیشن کے جلسے پر فائرنگ کی جس سے چھ پشتون کارکن شہید ہو گئے۔

۲۸ نومبر ۱۹۷۳ء میں ملتان کے گورنمنٹ کالج سول لائنز کے ایک طالب علم سید افتخار احتجاجی جلوس کے بعد عین مطالعہ کے دوران شہید کر دیئے گئے۔

خیبر ٹیکسٹائل ملز بالڈھیر ضلع ہزارہ کے ایک مزدور لیڈر رحمت علی کو اپنے مطالبات پیش کرنے کے الزام میں گولی مار دی گئی۔

لیبر یونین تربیلہ کے متعدد مزدوروں کا خون بہایا گیا۔

لانڈھی کراچی کی ٹیکسٹائل مل کے درجنوں مزدور شہید کر دیئے گئے۔ اور آج تک گولی چلانے والے پولیس افسروں پر مقدمہ نہ چلایا گیا۔

لاہور میں حافظ عبدالرحمٰن مزدور لیڈر کو شہید کیا گیا۔

۷۲ء میں خواجہ رفیق سربراہ اتحاد پارٹی کو گورنر پنجاب کے ریوالور سے دن دھاڑے گولی مار دی گئی۔

۸ جون ۷۳ء کو جماعت اسلامی کے ڈاکٹر نذیر احمد ایم این اے کو ڈیرہ غازی خان میں دن دھاڑے شہید کر دیا گیا۔

نواب محمد احمد خان کو کار میں جاتے ہوئے گولی مار دی گئی۔

بلوچستان کے لیڈر عبدالصمد اچکزئی کو بم مار کر ہلاک کر دیا گیا۔

۳۰ نومبر ۱۹۷۳ء کو کراچی میں ایک جلوس پر فائرنگ سے اسلامی جمعیۃ طلبہ کے طالب علم محمد امین شہید ہوئے۔

دسمبر ۷۶ء کو جماعت اسلامی صادق آباد کے ڈاکٹر نسیم احمد باجوہ کو گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔

مسٹر بھٹو کا اپنے رُفقا اور وُزراء سے سلوک

اگرچہ ہر شخص کے ساتھ مسٹر بھٹو کی دوستی اقتدار کی حد تک محدود تھی، اس کے باوجود انھوں نے امور مملکت میں بھی کبھی کسی کام کے لیے اپنے رفقاء سے رائے لینا یا مشورہ لینا ضروری نہ سمجھا۔

مسٹر بھٹو نے امور مملکت اور اپنی جماعتی پالیسی الغرض ہر کام میں اپنے کارکنوں پر اپنی رائے ٹھونسی۔

اختلاف کرنے والے ہر فرد کو یا تو بہت جلد پارٹی سے خارج کر دیا یا اسے اعلیٰ عہدے سے گرا کر نیچے پھینک دیا اور ورین حالات مسٹر بھٹو کا ایک کامیاب حربہ یہ رہا کہ انہوں نے پیپلز پارٹی سے علیحدہ ہونے والے ہر اہم فرد پر الزامات کا قرطاس ابیض شائع کیا۔ لالچ و حرص اور دھمکیوں تک ہر حربہ استعمال کیا۔

اپنی جماعت کی جس شخصیت کی پھلتے پھولتے یا عوام کی نظروں میں مقبول ہوتے دیکھا اس کے ساتھ عجیب و غریب سلوک یہ کیا کہ نہ تو اسے جماعت سے نکالا اور نہ ہی اسے اپنے مقبولیت والے مقام پر فائز رہنے دیا۔ یعنی اسے سیاسی پستی کے گرداب میں پھینک دیا۔

نمونہ کے طور پر چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

الف: ۷۲ء کے مارشل لاء میں جب قومی اسمبلی میں اپوزیشن نے مارشل لاء کے خاتمہ کا سوال اٹھایا۔ تو پیپلز پارٹی اور اس کے ارکان نے اس کی بقا کے حق میں ووٹ دیا۔ اس اثنا میں وفاقی وزیر تعلیم مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ مارشل لاء کے حق میں تمام ارکان اسمبلی سے دستخط کرانے میں مصروف تھے کہ اچانک مسٹر بھٹو اٹھے اور مارشل لاء کے خاتمہ کا اعلان کر دیا ...... تمام وزراء و اراکین رفقاء جماعت دفعتہً اس اعلان سے ششدر رہ گئے۔

ب پاکستان کا اسلامی آئین تیار ہو رہا تھا آخری خواندہ شروع تھا۔ اپوزیشن نے چند ترامیم پیش کیں۔ شیخ رشید نے کہا اب ترامیم کے دروازے بند ہو چکے تھے۔ اپوزیشن واک آؤٹ ہوا چاہتا تھا۔ کہ مسٹر بھٹو نے اجلاس ختم ہونے سے صرف ۹ منٹ پہلے اپوزیشن کی ترامیم آئین میں شامل کرنے کا اعلان کر دیا .... اور شیخ رشید اپنے قاید کا منہ تکتے رہ گئے۔

ج ۷۲ء کی بات ہے مفتی محمود نے ایک بیان جاری کیا کہ بقول مسٹر بھٹو پہلے لندن پلان کے ہیرو مسٹر دولتانہ اور دوسرے لندن پلان کے ہیرو اکبر بگٹی ہیں مگر آج ایک کو سفیر بنا دیا گیا ہے اور دوسرے کو گورنر۔

ڈیرہ اسماعیل خان میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر بھٹو نے اس کا جواب یوں دیا ۔

"پہلے ہیرو کو تو میں نے کان سے پکڑ کر لندن بھیج دیا ہے۔"

بھٹو کے دور میں قلم پر پہرے!

اخبارات کو مکمل آزادی تحریر حاصل ہوگی انہیں یہ حق ہوگا کہ وہ جو چاہیں لکھیں اور شائع کریں ۔ میں نے اصولی طور پہ اخبارات اور صحافت سے ہر قسم کی پابندیاں اٹھالی ہیں ۔ اس لیے میں صحافیوں کو صدائے عام دیتا ہوں کہ وہ جو کچھ چاہیں اپنے اخبارات میں لکھتے رہیں ۔

مسٹر بھٹو نوائے وقت لاہور
۳ جنوری ۱۹۷۲ء

۵ فروری ۱۹۷۲ء کو دو روزناموں ڈان اور حریت کے ایڈیٹر انچیف مسٹر الطاف گوہر کو مارشل لاء ضابطہ ۲۸ کے تحت گرفتار کر لیا گیا ۔

۲۳ فروری ۷۲ء کو انگریزی ہفت روزہ پنجاب پنچ کا ڈیکلریشن منسوخ کر دیا گیا ۔

۶ اپریل ۱۹۷۲ء کو ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور، ہفت روزہ زندگی لاہور، پنجاب پنچ پر پابندی لگا دی گئی ۔ تینوں جرائد کے ایڈیٹروں الطاف حسن قریشی، مجیب الرحمن شامی اور حسین نقی پرنٹرز اور پبلشروں اعجاز حسن قریشی اور مظفر قادر کو گرفتار کر لیا گیا ۔ مزید یہ کہ تینوں جرائد کے ایڈیٹر اور ناشر اور کوئی دوسرا اخبار بھی نہیں نکال سکیں گے ۔

۷ اپریل ۷۲ء کو پیپلز پارٹی کے پچاس کارکن ٹرک میں سوار ہو کر روزنامہ جسارت کراچی کے دفتر پر آئے اور مظاہرہ کیا ۔ بالآخر دھمکی دی اگر اس نے اپنا رویہ تبدیل نہ کیا تو دفتر کو آگ لگا دی جائے گی ۔

۱۲ اپریل ۷۲ء نوائے وقت کے مطابق روزنامہ جسارت کے نیوز پرنٹ کے کوٹہ میں ۷۵ فی صد کمی کر دی گئی ۔

فوجی عدالت نے ۱۳ اپریل ۷۲ء ہفت روزہ زندگی اور ماہنامہ اردو ڈائجسٹ کے ایڈیٹران: مجیب الرحمن شامی اور الطاف حسن قریشی کو ایک ایک لاکھ روپے جرمانہ کی سزا سنادی جبکہ پرنٹر پبلشر ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی کو ایک سال قید بامشقت اور ایک لاکھ روپے جرمانے کی سزا سنائی ۔ ادھر ہفت روزہ پنجاب پنچ کے ایڈیٹر حسین نقی اور پرنٹر مظفر قادر کو ایک ایک سال قید بامشقت اور ایک ایک لاکھ روپے جرمانہ کی سزا سنائی گئی ۔

۱۸ مئی ۷۲ء کو اخبارات و رسائل کے پریس کی تبدیلی کا اختیار صوبائی حکومتوں سے مرکزی حکومت نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ۔

۹ جون ۷۲ء کو اردو ڈائجسٹ، زندگی اور پنجاب پنچ کے ایڈیٹروں کو کوٹ لکھپت جیل لاہور سے مختلف جیلوں میں منتقل کر دیا گیا ۔ ان پانچوں ایڈیٹروں اور پرنٹروں کو ہتھکڑیاں لگا کر باہر لایا گیا اور ریل کے تیسرے درجے میں سوار کیا گیا ۔

- روزنامہ جنگ کراچی کے مطابق مسٹر بھٹو نے کہا کہ آج کی حکومت نے بعض صحافیوں کو گرفتار کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے وہ آزادی صحافت اور اعلیٰ معاشرے کے مفاد میں ہے ۔
- ۱۸ جولائی ۷۲ء کو حکومت نے روزنامہ "سن" کراچی کا ڈیکلریشن منسوخ کر دیا ۔ "سن" کا پریس بھی ضبط کر لیا گیا ۔
- ۲۳ جولائی ۷۲ء کو روزنامہ جنگ راولپنڈی کے پرنٹر و پبلشر کو دو نوٹس جاری کر دیئے ۔
- ۲۵ جولائی ۷۲ء کو روزنامہ جنگ کوئٹہ کے کاغذ کا کوٹہ منسوخ کر دیا ۔
- ۲۶ جولائی ۷۲ء کو ہفت روزہ زندگی، پنجاب پنچ، ماہنامہ اردو ڈائجسٹ کے ڈیکلریشن منسوخ کر دیئے گئے ۔
- ۳۰ جولائی ۷۲ء کو حکومت پنجاب نے روزنامہ "ندائے حق" کے ایڈیٹر کو اظہار وجوہ کا نوٹس جاری کیا گیا ۔
- ۱۸ اگست ۷۲ء کو ہفت روزہ "چٹان" کے ایڈیٹر آغا شورش کاشمیری گرفتار کیے گئے ۔
- ۳۰ اگست ۷۲ء کو ڈپٹی کمشنر لاہور نے پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈیننس کے تحت ہفت روزہ "اداکار" کا ڈیکلریشن منسوخ کر دیا ۔
- ۱۳ ستمبر ۷۲ء کو ہفت روزہ "اذان حق" کے ۱۳ ستمبر کی تمام کاپیاں ضبط کر لی گئیں ۔

۴ اکتوبر کو اس ہفت روزہ کا ڈیکلریشن منسوخ کر دیا گیا ۔

- ۲۰ اکتوبر کو میرپور خاص کے ہفت روزہ "تاج" کے ایڈیٹر سید غلام رسول شاہ کو گھر میں نظر بند کیا گیا ۔
- ۱۷ نومبر ۷۲ء کو کوئٹہ کے روزنامہ "آزادی" کا ڈیکلریشن منسوخ کر دیا گیا ۔

۲۷ جنوری ۷۳ء کو پورے ملک کے صحافیوں نے یوم مطالبات منایا ۔ بڑے شہروں میں صحافیوں نے جلسے منعقد کیے، جن میں اخبارات سے متعلق آرڈیننس مجریہ ۶۳ء منسوخ کرنے اور اخبارات پر سے تمام پابندیاں اٹھانے کا مطالبہ کیا

- ۵ مارچ ۷۳ء کو روزنامہ "جسارت" کے ایڈیٹر جناب صلاح الدین کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت گرفتار کیا گیا ۔
- ۱۱ مارچ ۷۳ء کو روزنامہ "جسارت" کے اجراء پر غیر معینہ پابندی لگائی گئی ۔
- ۲۶ مارچ کو سندھ بلوچستان ہائیکورٹ نے "جسارت" پر پابندی کو خلاف قانون قرار دے دیا ۔ مگر اسی وقت حکومت نے دوبارہ پابندی لگا دی، حتیٰ کہ اخبار کا عملہ بھی گرفتار کر لیا گیا ۔
- یکم مئی ۷۳ء کو سندھ کے روزنامہ "مہران" کے صحافی محمد حیات نظامانی کو گرفتار کر لیا گیا ۔
- یکم جون کو روزنامہ مہران کے ایڈیٹر سردار علی شاہ کو ڈی ۔ پی ۔ آر کے تحت گرفتار کر لیا گیا ۔
- ۹ جون ۷۳ء کو روزنامہ "جسارت" کے قائم مقام ایڈیٹر حکیم اقبال حسین کو بھی گرفتار کر لیا گیا ۔
- ۱۴ ستمبر ۷۳ء کو ہفت روزہ "زندگی" کے نمائندے بہاولپور اور اردو ڈائجسٹ کے منیجر مشتاق احمد کو گرفتار کیا گیا ۔

- ۲۱ ستمبر کو روزنامہ حریت کے ایڈیٹر انور خلیل اور جناب صلاح الدین کو رہائی کے بعد ایک دوسرے مقدمہ میں گرفتار کر لیا گیا۔
- ۲۳ ستمبر ۱۹۷۳ء کو پورے پاکستان میں ۲۴ گھنٹے کے لیے اخباری صحافیوں نے علامتی ہڑتال کی۔
- ۳۰ ستمبر ۱۹۷۳ء کو جیکب آباد میں کراچی کے تین روزناموں "جسارت"، "مشرق" اور "حریت" کے نمائندوں عارف زیدی، ارشاد احمد اور شفیع علی کو گرفتار کر لیا گیا۔
- یکم اکتوبر ۱۹۷۳ء کو حیدر آباد کے ہفت روزہ "ندائے سندھ" اور "نیا زمانہ" کے ایڈیٹروں کو گرفتار کر لیا گیا۔
- ۲ اکتوبر ۱۹۷۳ء کو گورنر سرحد نے روزنامہ "فرنٹیئر گارڈین" کی اشاعت پر دو ماہ کے لیے پابندی لگا دی۔
- ۳ جنوری ۱۹۷۴ء کو حکومت سندھ نے شام کو نکلنے والے روزنامہ "دی سٹار" پر دو ماہ کے لیے اشاعت کی پابندی لگا دی۔
- ۶ مارچ ۱۹۷۴ء کو کوئٹہ کے مجسٹریٹ نے روزنامہ "سچائی" پر دو ماہ کے لیے پابندی لگا دی۔
- ۹ مارچ، دادو پولیس نے ہفت روزہ "اظہار" اور "قلندر" کے ایڈیٹروں کو گرفتار کر لیا۔
- ۲۷ مئی ۱۹۷۴ء کو روزنامہ "مساوات" کے احتجاجی گرفتاریاں پیش کرنیوالے صحافیوں کی تعداد ۲۳ ہو گئی۔
- ۳ جولائی ۱۹۷۴ء کو کوئٹہ کے اردو ہفت روزہ "چٹان" کا ڈیکلریشن منسوخ کر کے حکومت نے اس کے ایڈیٹر آغا شورش کاشمیری کو گرفتار کر لیا۔
- ۱۶ جولائی ۱۹۷۴ء کو روزنامہ "اعلان" کراچی کے ایڈیٹر گرفتار کر لیے گئے۔
- ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۴ء کو روزنامہ "امن" کے ایڈیٹر افضل صدیقی گرفتار کر لیے گئے۔
- ۱۷ جنوری ۱۹۷۵ء کو حکومت سندھ نے انگریزی روزنامہ "لیڈر" پر دو ماہ کے لیے پابندی لگا دی۔
- ۱۰ مئی کو حیدر آباد کے چھ پریس سربمہر کر دیئے گئے۔
- ۲ جون ۱۹۷۵ء کو کوئٹہ کے مجسٹریٹ نے روزنامہ "سنگت" کا ڈیکلریشن منسوخ کر دیا۔
- ۳۰ جون ۱۹۷۵ء کو حکومت سندھ نے ہفت روزہ "عوامی ترجمان" کی تمام کاپیاں ضبط کر لیں۔
- حکومت سندھ نے ۱۹ اگست ۱۹۷۵ء کو روزنامہ "قاصد" پر تین ماہ کے لیے پابندی عائد کر دی۔
- ۱۹ ستمبر ۱۹۷۵ء کو حکومت سندھ نے ماہنامہ "عوامی ڈائجسٹ" کا شمارہ ضبط کر لیا۔
- ۲۳ اکتوبر ۷۵ء کو حکومت پنجاب نے ہفت روزہ "لیل و نہار" پر ایک سال کے لیے پابندی عائد کر دی۔
- ۱۰ نومبر ۱۹۷۵ء کو پولیس کی بھاری جمعیت نے روزنامہ "مغربی پاکستان" کے عملے کو ہراساں کیا اور اخبار کی اشاعت رکوانے کی کوشش کی۔
- حکومت سندھ نے ۱۶ ستمبر ۱۹۷۵ء کو اردو ماہنامہ "لوح و قلم" کے شمارہ ستمبر کی تمام کاپیاں ضبط کر لیں۔
- ۳ جنوری ۱۹۷۶ء کو روزنامہ "انجام" کراچی کا ڈیکلریشن منسوخ کر دیا گیا۔
- ۳ جولائی ۱۹۷۶ء کو حکومت پنجاب نے روزنامہ "عوام" کے ایڈیٹر پرواز پرنٹنگ پریس کے مالک ظہیر قریشی، روزنامہ "ملت" کے مالک سردار عبدالعلیم اور اشرفی پریس کے مالک مولانا محمد انور کلیم کو گرفتار کر لیا۔
- ۳ جولائی ۱۹۷۶ء کو حکومت سندھ نے روزنامہ "مزدور" کی اشاعت پر فوری پابندی عائد کر دی۔

ان اقدامات کو مسٹر بھٹو کے پہلے بیان کی روشنی پر پرکھ کر اندازہ کیجئے کہ عوامی حکومت نے کس قدر صحافت کا جنازہ نکالا۔ آزاد ضمیروں کو بھی دیوار زنداں کیا اور سچے قلم کی آبرو پر سختی و بلا کا بٹہ لگایا۔

مسٹر بھٹو کا ذاتی کردار

عہد ساز تاریخی بیانات کی روشنی میں

فرانسیسی صحافی عورت فلاسی کے انٹرویو میں مسٹر بھٹو نے عنانِ حکومت سنبھالنے کے بعد واضح کیا تھا:

- "کوئی سیاست دان مستقل مزاج نہیں ہوتا سیاستدان کے لیے متلون مزاج اور حیرت زدہ فیصلہ کرنے والا ہونا چاہیئے۔"
- عنانِ حکومت سنبھالنے سے کچھ عرصہ قبل جوشِ حصولِ اقتدار میں کراچی شیخ مجیب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا: "اِدھر تم اُدھر ہم"
- لاہور میں تین لاکھ کے ایک اجتماع میں انہوں نے جوشِ خطابت میں قوم کو ایک غلیظ گالی سے نوازا تھا۔
- میں سرمایہ داروں کو نکس اپ کر دوں گا۔
- مسٹر بھٹو کو تقریر کرنے کا بہت شوق ہے۔ وہ عام طور پر دو ڈھائی گھنٹے تقریر کرنے کے عادی ہیں۔ بلاشبہ ان لمبی لمبی تقریروں سے قوم اکتا گئی اور بے ربط و بے جوڑ جملے اور لایعنی طوالت انکی تقریر کے محاسن ہیں۔
- میں شراب پیتا ہوں، قوم کا خون نہیں پیتا۔
- میں تھوڑی سی پیتا ہوں جب تھک جاتا ہوں۔
- عورتیں پردے اتار کر باہر آجائیں، پردہ عورتوں کا استحصال ہے (کوئٹہ کی تقریر)
- میں اپنے مخالفوں کو کچل کر رکھ دوں گا۔
- میں سرمایہ داروں کی چمڑی ادھیڑ دوں گا۔
- میں ایک غریب کا بیٹا ہوں.....

(۲۰ مارچ ۱۹۷۲ء)

- میں ایک زمیندار ہوں اور زمیندار کا بیٹا ہوں۔ (یکم اپریل ۱۹۷۲ء)

پھسلن — لیلیٰ د نے

ہرجائی کرسی

ایک ڈاکٹر صاحب ہمارے دوست ہیں۔ بازار سے گذرتے ہوئے ہم خیریت دریافت کرتے اور سلام دعا کے لیے ان کی دوکان پر چلے جاتے ہیں۔ کل وہاں پہنچے تو مریض ہی مریض دکھائی دے رہے تھے اور تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ ہم تھوڑی دیر تو دروازے پر کھڑے انتظار کرتے رہے پھر ان کے قریب پہنچے اور خاموش کھڑے ہو گئے۔ وہ دیکھتے ہی اٹھے اور گلے ملے۔ ہم نے سلام و خیریت کے بعد کاروباری حالت پوچھی تو مسکراتے ہوئے مریضوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے:

"اپنے چاروں طرف یہ رش دیکھ لو میاں، آجکل تو اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم ہے"۔

پھر ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ جب ہم اٹھ کر آنے لگے تو ڈاکٹر صاحب نے ہم سے پوچھا۔

"آپ کے کاروبار کا کیا حال ہے؟"

"بس جی آجکل تو خسارے میں جا رہے ہیں"۔

یہ سنتے ہی ڈاکٹر صاحب نے بڑی اپنائیت اور اظہارِ ہمدردی کرتے ہوئے فرمایا۔

"آپ فکر مند نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے فضل کرے گا"۔

ڈاکٹر صاحب کے یہ کلمات سنتے ہی ہم وہاں سے کھسکے اور دوکان سے باہر آکر دعا کی کہ یا خدا مجھ پر فضل ضرور کر لیکن یہ ڈاکٹروں والا فضل نہیں۔

ڈاکٹروں کی طرح آج کل نکاح خوانوں پر بھی اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم ہے اس لیے کہ شادیوں کا سیزن ہے اور نکاحوں کی ہوا چل رہی ہے۔

اس ہوا سے متاثر ہونے والوں میں خیر سے ہمارے ایک دوست بھی ہیں اور ان کی زندگی کے اس نازک موڑ پر شریک ہونا ہم پر بھی لازم قرار دیا گیا اور اس قرارداد پر ہم نے فراخدلی سے عمل کیا۔ بارات کرشن نگر میں گئی۔ نکاح کے بعد سبھی نے دولہا میاں کو مبارکباد دی۔ لیکن ایک بزرگ نے ان کے قریب جا کر بڑی اپنائیت اور خلوص سے کہا:

"حوصلہ رکھ لہا بیٹا ہر شریف آدمی کو کبھی نہ کبھی تو زندگی میں یہ دن دیکھنا ہی پڑتا ہے"!

یہ سنتے ہی دولہا میاں انتہائی سنجیدگی کا شکار ہو گئے۔ لیکن جلد ہی تین لڑکیاں جن کے ہاتھوں میں گڑیاں تھیں، آن دھمکیں ...... لوگوں کے روکنے کے باوجود پہلے تو سہرے کے متعلق کچھ گایا پھر ریشماں کا ایک مشہور پنجابی گیت گانے لگیں:

بوہتا پیار نہ کریں وے نیئں تے رُل جائیں گا
ایتھے رُل گئے نے لکھاں توں وی رُل جائیں گا

دولہا میاں اس گیت سے انتہائی متاثر دکھائی دے رہے تھے۔ وہ گا کر چلی دیں۔ اور ان سے متاثر ہونے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے۔

"اس گیت سے میں واقعی انتہائی متاثر ہوا ہوں اور اس کے بول اب مجھے ساری عمر یاد رہیں گے اس لیے کہ پہلے میرا ارادہ تھا کہ میں اپنی بیوی سے انتہائی پیار کروں گا لیکن یہ گیت سن کر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں پیار میں اعتدال رکھوں گا"۔

ان کے اس تبدیلیٔ خیال سے ہمیں انتہائی خوشی ہوئی اور یقین ہو گیا کہ اس فیصلے پر عمل کرتے ہوئے وہ کامیاب زندگی گذاریں گے ...... لیکن سامنے رکھے ہوئے اخبار پر ہم یحییٰ خان کی تصویر دیکھ کر پھر افسردہ ہو گئے۔ بے چارے کو قدم قدم پر ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ عجیب آدمی ہے عجیب و غریب ذوق رکھتا ہے اور اس معاملے میں انتہا پسند بھی ہے۔ حیرانی کی بات تو یہ ہے کہ غزل رانی جیسی معمولی اور بے ڈول عورت اس کے ذوق پر پوری اترتی تھی۔ کاش یحییٰ خان نے بھی عشق لڑانے سے پہلے یہی گیت سنا ہوتا ..

"بوہتا پیار نہ کریں وے نیئں تے رُل جائیں گا"۔

یحییٰ خان صاحب نے "بوہتا" پیار کیا اور وہ "رُل" گئے۔ لیکن وہ ہمیں گیت نہ سننے کی وجہ سے بالکل بے قصور نظر آرہے ہیں ...... قصور بے قصور کا معاملہ ہے تو بھٹو صاحب نے کونسا قصور روڈ کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا ہے جو انہیں قصوروار ٹھہراتے جائیں ...... قصور مستی کی وجہ سے مشہور ہے اور قصور کی وجہ سے محمود علی صاحب کے نام کے ساتھ قصوری کے اضافے نے اور بھی خوبصورت کر دیا: ...... سوچنے کی بات ہے کہ آخر بھٹو صاحب بے چارے کو آخر کیوں قصوروار ٹھہرایا جائے۔ قصور تو ہمارا ہے ... ہمارا بھی نہیں بلکہ عوام کا ہے اس لیے کہ عوام نے بھٹو صاحب کو انتہائی فراخدلی کے ساتھ کرسی پیش کر دی، اور حلف اٹھوا کر اور قومی ترانہ سنانے کے بعد کرسی پر بٹھایا۔ اور ان کے مزاج اور طلب کے مطابق

لوازمات مہیا کر دیئے۔

پھر عوام نے تقاضا کیا۔ "صاحب جی ذرا باعزت طور پر کرسی تو چھوڑ دیں"۔

تو بھٹو صاحب نے کرسی کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا۔ ... "یہ کرسی بہت زیادہ مضبوط اور مستحکم ہے"۔

اگر عوام حلف اٹھوانے کے بعد بھٹو صاحب کو مندرجہ ذیل گیت دو تین دفعہ سنوانے کا بندوبست کرتے بلکہ کرسی پر لکھوا بھی دیتے: ع

بوہتا پیار نہ کریں وے نیئں تے رُل جائیں گا
اینھے رُل گئے نیں لکھاں توں وی رُل جائیں گا،

تو یقیناً بھٹو صاحب ہمارے دولہا دوست کی طرح ہی اس گیت پر عمل کرتے اور کرسی سے اتنی شدید محبت نہ کرتے بلکہ اعتدال پسند رہتے۔

ہر کرسی ہرجائی ہے۔ ہر آنے والے کو لاکھ لاکھ خوش آمدید کہتی ہے اور اپنے جائز ناجائز اختیارات سے فائدہ اٹھانے کے مواقع فراہم کرتی ہے ....

لیکن مزاج بدلتے اور نظر پھیرتے ہوئے بھی خبر نہیں ہوتی۔ دیکھتے ہی دیکھتے صاحبِ کرسی یا تو عدالت کے کٹہرے میں دکھائی دیتے ہیں یا جیل میں ٹھونسے جاتے ہیں۔ ثبوت کے لیے صدر نکسن ... اندرا گاندھی اور بھٹو صاحب کے نام پیش ہیں" اور کرسی کی محبت میں گرفتار اور انجام سے غافل انتہا پسندوں کے لیے عبرت کا سامان

رپورٹنگ: محمد یعقوب شیخ۔ ملتان

نظامِ مصطفیٰ ؐ سے مراد بھی اسلامی نظام ہے

خلافت راشدہ کا دور اسلامی نظام کی عملی شکل ہے!

سیاسی، سماجی اور اقتصادی مسائل کے حل کی خاطر اللہ کی کتاب، نبیؐ کی سنت اور صحابہؓ کی سیرت مشعلِ راہ ہے

صحابہ کرام سے محبت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہو سکتا

پاکستان قومی اتحاد کے مرکزی صدر حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی محمود کے اعزاز میں تنظیم اہل سنت کے مرکز نواں شہر ملتان میں دعوت استقبالیہ میں سید نور الحسن شاہ بخاری نے سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ نظام مصطفیٰ ؐ کی بجائے خلافت راشدہ کی اصطلاح کو اپنایا جائے

مفتی صاحب نے جواباً تقریر کرتے ہوئے کہا کہ خلافتِ راشدہ بھی اسلامی نظام کی ایک اصطلاح ہے۔ جس طرح آج کل نظام مصطفےٰ کی اصطلاح استعمال ہو رہی ہے، ہمارا مقصود وہی نظام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاکؐ پر نازل فرمایا۔ اور صحابہ کرام نے اسے عملی شکل دی۔ اس لیے نظام مصطفیٰ ؐ کا تصور بھی خلافت راشدہ ہی ہے۔

بعد میں مفتی صاحب نے جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا

جس دل میں صحابہ کی محبت نہ ہو وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ خلافتِ راشدہ کا نظام ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ نبی پاکؐ نے خود فرمایا ہے کہ

"میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں
خدا سے ڈرو میرے صحابہ کو تنقید کا نشانہ مت بناؤ"

صحابہؓ کی محبت ہمارے دلوں میں مستقل ہونی چاہیئے، اسی میں ہماری نجات ہے۔

خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے مفتی صاحب نے کہا:

حضرت صدیق اکبرؓ کو قرآن نے صاحبِ رسول کا لقب دیا۔ وہ نہ صرف رسولِ پاکؐ مزاج شناس تھے بلکہ آپ کا مزاج رسول پاکؐ کے مزاج سے ملتا جلتا تھا۔ نبی پاک کے تمام اوصاف آپ میں منعکس تھے۔ انہوں نے معراج النبی کے واقعہ کی تصدیق بلا تامل کی۔ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمان وحی کے فیصلہ کو عقل کے فیصلہ سے بالا تر ماننے کا پابند ہے۔ انسانی عقل ناقص ہے۔ اس وقت معراج کو ناممکن خیال کیا گیا۔ سائنسی دنیا نے چاند کی تسخیر سے ثابت کر دیا ہے کہ انسان کس قدر پرواز کر سکتا ہے۔ انسان اس جسم کے ساتھ آسمانوں پہ جا سکتا ہے۔ لوگ اس واقعہ سے متحیر ہیں۔ میں کہتا ہوں ہم نے صدیوں پرانی جنگ جیت لی ہے اب ہم پوری ذمہ داری سے دعویٰ کر سکتے ہیں کہ انسان کی مادی طاقت سے روحانی طاقت بہت زیادہ ہے۔ اسی قوت سے معراج ہوا۔ اور اسی قوت سے نبی پاک نے مدینہ پاک میں بیٹھ کر بتا دیا کہ زید بن حارثہؓ شہید ہو گئے اور پرچم اسلام حضرة جعفر طیارؓ نے اٹھایا ہے ان کے دونوں بازو شہید ہو گئے انہوں نے جھنڈا دانتوں سے پکڑ رکھا ہے اور اب وہ شہید ہو گئے ہیں اور اللہ نے ان کو جنت میں بازو عطا کر دیئے ہیں۔

اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ شہید کے لیے برزخ نہیں ہے۔ وہ سیدھا جنت میں جاتا ہے اس کے بعد آپ نے بتایا کہ اب عبداللہ بن رواحؓ لشکر کو کمان کر رہے ہیں یہ بھی شہید ہو گئے۔ تو حضرت خالد نے آگے بڑھ کر خود پرچم اسلام کو تھام لیا۔ اور اس بے جگری سے لڑے کہ آٹھ ہی تلواریں ٹوٹ گئیں۔!! اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی نبی پاک نے مسلمانوں کو مبارک باد دی اور حضرت خالدؓ کو سیف اللہ کا لقب عطا کیا۔

حضرت عمرؓ کی روحانی طاقت کا اظہار اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ آپ جمعہ پڑھا رہے ہیں۔ یک دم بلند آواز سے پکارتے ہیں کہ

"یا ساریہ الجبل"

یہ آواز ہزاروں میل دور اسلامی لشکروں کو صاف سنائی دیتی ہے، اور وہ اس کے مطابق تکنیکِ جنگ مرتب کر کے ایک بڑے خطرے سے محفوظ

جس دل میں صحابۂ کرامؓ کی مُحبّت نہ ہو وہ مسلمان نہیں ہو سکتا

ہو جاتے ہیں۔

اس واقعہ کی تصدیق بھی ریڈیو وائرلیس سے ہوگئی۔ آپ ہزاروں میل کی آواز بڑی آسانی سے پاکستان میں سن لیتے ہیں۔

حضرت فاروق اعظمؓ کے مرتب نظام حکومت کا ذکر کرتے ہوئے مفتی صاحب نے بتایا کہ انہوں نے نظام حکومت خود مرتب کیا۔ انتظامی اور دفتری نظام تشکیل دیا احساس ذمہ داری کا یہ حال تھا کہ قحط کے زمانے میں مکھن اور روغن زیتون ترک کر دیا۔ تھوڑی سی روکھی روٹی کھا

اوسان خطا ہوگئے۔ مارا گیا اور اس کے بعد خیبر فتح ہوا۔

غرضیکہ اسلام کے نظام کی عملی شکل خلافت راشدہ کا تیس سالہ دور ہے، اگر اس دور سے رہنمائی حاصل نہ کی جائے تو پھر اسلامی حکومت کی بنیاد کہاں سے تلاش کی جائے۔ جس طرح رسول پاک کی سیرت قرآن کی عملی تفسیر ہے، اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی زندگیاں قرآن وسنت کی تشریح ہیں —!

کرتے تو دین اسلام عوام تک نہ پہونچتا —!!

مفتی صاحب نے مسلمانوں کے تمام فرقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ رواداری تحمل اور برداشت سے کام لے کر عوام میں اتحاد و اتفاق اور بھائی چارے کی فضا کو مزید مستحکم کریں میں خود اہل سنت مسلک کا حنفی مسلمان ہوں، مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں دوسرے فرقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہونچاؤں — ہم سب مسلمان ہیں۔ ایک دوسرے

مسلمانوں کو تحمل، رواداری اور برداشت سے کام لے کر اتحاد کی فضا کو اور زیادہ مضبوط بنانا چاہئے

لیتے، کمزور ہوگئے۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ آپ خلیفہ ہیں اپنی صحت کے پیش نظر مناسب غذا استعمال فرمائیں۔ جواب میں فرمایا:

"جب تک لوگوں کو متوازن غذا میسر نہیں آتی مکھن اور زیتون عمرؓ پر حرام ہے"

و احساس فرض کا یہ حال تھا کہ یہ تصور میں رکھتے کہ "اگر فرات کے کنارے پر ایک کتا بھی بھوک سے مرگیا تو عمر قیامت کو جواب دہ ہوگا"

و حضرت عثمان ذوالنورینؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے مسلمانوں کے لیے کنواں خریدا۔ نبی پاکؐ نے اس موقع پر آپ کو جنت کی بشارت دی۔

خلیفہ چہارم جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کو حیدر کرار کا لقب بے مثال شجاعت اور دلیری کی بنا پر نبی پاکؐ نے دیا۔ خیبر کے موقع پر آنکھوں کی تکلیف تھی۔ نبی پاک نے اپنا لعاب دہن لگایا۔ آنکھیں درست ہوگئیں، پھر اسلامی جھنڈا ان کے ہاتھ میں دیا۔ یہودی پہلوان میدان میں آیا۔ اس نے خواب دیکھا تھا کہ ایک شیر اس پر جھپٹ پڑا۔ حضرت علیؓ میدان میں آئے تو یہ شعر پڑھ رہے تھے:

ترجمہ (میں شیر ہوں، میری والدہ نے میرا نام شیر رکھا ہے۔ یہ محض نام نہیں میں شیر ہوں اسی طرح جس طرح جنگل میں شیر"

یہ الفاظ سن کر یہودی کانپ اٹھا اور اس کے

آپ نے کہا کہ تنظیم اہل سنت تبلیغ دین اور عظمت صحابہؓ کے لیے انتہائی قابل قدر خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ عربی مدارس اور تبلیغی جماعتوں نے اشاعت دین کے لیے جو کام کیا ہے وہ ہماری تاریخ کا عظیم سرمایہ ہے۔ اس محاذ پر اگر یہ بزرگ کام نہ

کا احترام بھی لازم ہے۔

مفتی صاحب سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عاید ہونے پر اپنے پروگرام کو منسوخ کر کے ملتان آئے تھے۔ ملتان انہوں نے بڑا مصروف وقت گذارا۔

کراچی

صرف دو ہی راستے ہیں

اسلامی نظام

یا پھر ہم اللہ کے راستے میں

قربان ہوجائیں!

رپورٹنگ: عمیر الہاشمی

کراچی۔ پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب گذشتہ دنوں انتخابی مہم کے دوران کراچی تشریف لائے۔ پروگرام کے مطابق مفتی صاحب نے نشتر پارک میں بعد نماز جمعہ ایک عظیم الشان جلسہ کو خطاب کرنا تھا۔

مفتی صاحب ½ 12 بجے ہوائی جہاز سے لاہور سے کراچی ایئرپورٹ پہونچے تو وہاں انکے ہزاروں مداحوں نے خوش آمدید کہا۔

وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کراچی جمعیت نے نماز جمعہ کا پروگرام جامع مسجد مظفر آباد کالونی جو کہ مولانا محمد زکریا صاحب کے قومی اسمبلی کے حلقہ میں شامل ہے میں طے کیا۔ لہذا ایئرپورٹ سے مفتی صاحب کا قافلہ سیدھا مظفر آباد کالونی لانڈھی پہونچا جہاں نماز جمعہ سے قبل

حضرت مفتی صاحب نے یہ خطاب فرمایا:

خطبہ مسنونہ کے بعد:

برادران محترم بزرگو اور عزیز بھائیو!

میں ابھی ابھی ایئرپورٹ سے سیدھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ حضرات نے جس محبت اور گرم جوشی سے میرا خیر مقدم کیا ہے میں اس کے لیے آپ کا تہ دل سے ممنون و مشکور ہوں۔

یہ تگ و دو اور شب و روز کا سفر آخر کس لیے کر رہے ہیں۔ ہم نے رمضان کے مہینہ میں مسلسل دورہ کیا۔ روزہ کی حالت میں بلوچستان کے دور دراز علاقوں کا سفر کیا۔ روزانہ دو سو میل کا سفر اور چار چار پانچ پانچ جلسوں سے خطاب معمول بن گیا تھا۔ جب کہ ہر مسلمان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ رمضان کا فریضہ آرام سے گذارے۔ لیکن میں نے رمضان کے مہینہ میں ہزارہ کا دورہ بھی کیا صرف اس لیے کہ میرے دل میں ایک درد تھا۔ جو مجھے چین سے نہیں بیٹھنے دیتا تھا۔ اور یہ چاہتا ہوں کہ یہ درد اور احساس آپ کے دلوں میں بھی منتقل کر دوں۔

میرے نزدیک پاکستان کی تاریخ میں یہ فیصلہ کن دن ہیں!

پاکستان اس لیے بنا تھا کہ یہاں اسلام کی حکومت ہوگی، ظلم کا خاتمہ ہوگا۔ پاکستان میں کوئی ظالم اور مظلوم نہ ہوگا۔ کوئی بھوکا اور ننگا نہیں رہے گا۔ سب کی معیشت بہتر ہوگی۔ اخلاق بلند ہوں گے۔ اور مسلمانوں کو زندگی گذارنے کی سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔ لیکن:

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

آج تک ہم پاکستان میں تیس سال گذار چکے ہیں، لیکن اس نظام کو نہیں لا سکے جس کے لیے پاکستان بنا تھا!

ہمارا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے اب صرف دو ہی راستے ہیں: اسلامی نظام یا پھر ہم اللہ کے راستے میں قربان ہو جائیں۔ تیسری صورت کوئی نہیں ہو سکتی۔

(نعروں کی گونج سے فضا میں ارتعاش پیدا ہو جاتا ہے اور مسجد کے در و دیوار لرز اٹھتے ہیں)

تمام مسلمان چاہتے ہیں کہ اسلام نافذ ہو سب لوگ جلسوں میں ہاتھ اٹھاتے ہیں اور نعرے لگاتے ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ اب تک اسلام نافذ نہیں ہو سکا؟

اس کی وجہ ایک اقلیتی ٹولہ ہے جو بدقسمتی سے پاکستان کی سیاست پر مسلط رہا ہے۔ وہ نہیں چاہتے کہ یہاں اسلام آئے۔ کیوں وہ دیکھتے ہیں کہ اسلام میں ان کی موت ہے۔ ایک شرابی کبھی اسلامی نظام کو قبول نہیں کر سکتا۔ اسی طرح ایک چور کبھی اسلام کو قبول نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اسلام میں انکو نہ صرف سزائیں ملیں گی، بلکہ آئندہ وہ ایسے افعال جاری نہیں رکھ سکیں گے۔ پاکستان کی اسمبلی میں جس کا میں سالہا سال تک ممبر رہا ہوں، اکثریت شرابیوں اور لٹیروں کی رہی ہے۔ شرابی اور چور خود کو اسلامی سزاؤں کے لیے خود کو تیار نہیں پاتے لہٰذا وہ اسلامی نظام کے نفاذ میں کبھی بھی مخلص نہیں رہے۔

کل بھی ایک محترمہ نے بیان دیا ہے (بیگم نصرت بھٹو) کہ وہ نائٹ کلبوں کی بندش سے خوش نہیں۔ اور اسلامی سزاؤں کو بھی پسند نہیں کرتیں۔ پیپلز پارٹی کی حکومت ایسا نہیں کرے گی



یہ بیان بہت بڑی دیدہ دلیری ہے۔ عوام کو اس کا نوٹس لینا چاہیے، لیکن آپ لوگ انتخاب کے موقع پر اس قسم کے لوگوں سے دھوکہ کھا جاتے ہو۔ یہی وجہ ہے کہ گذشتہ پانچ برس تک ظلم و جبر کی چکی میں پستے رہے۔ اس قسم کا بیان دینے والے پانچ سال تک اسلام کے خلاف سرگرمیاں جاری رکھے رہے۔

ان لوگوں نے اپنے منشور میں چار چیزیں پیش کی تھیں:

۱۔ اسلام ہمارا دین ہے
۲۔ سوشلزم ہماری معیشت ہے۔
۳۔ جمہوریت ہماری سیاست ہے۔
۴۔ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں۔

جہاں تک پہلے نعرے کا تعلق ہے۔ یہ درست ہے اور ہم اسے تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن یہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے ہے۔ کیونکہ بعد کے سارے نعرے اس کی نفی کرتے ہیں اگر سوشلزم ہماری معیشت ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم اسلام کو کامل دین نہیں سمجھتے! کیا اسلام میں تجارت، زراعت و مزارعت کے اصول و ضوابط نہیں بتلائے گئے؟ کیا زمین کی ملکیت اور معیشت کے جائز و ناجائز ذرائع نہیں بیان کیے گئے؟

(مجمع اثبات میں جواب دیتا ہے)

اس کے باوجود اگر ہم یہ تمام طریق معیشت سوشلزم سے حاصل کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اسلام کو مکمل دین نہیں سمجھا گیا۔

حالانکہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ہ

ہمارا عقیدہ ہے کہ ہماری معیشت اور سیاست اسلام ہے۔ اسلام مکمل ہے اور اگر یہ تمام چیزیں اسلام سے نکال دی جائیں تو اسلام میں صرف نماز اور روزہ رہ جاتا ہے جس پر انگریز نے بھی پابندی نہیں لگائی تھی۔

اگر اسلام کا مکمل نظام معاملات نہیں چاہیے تھا تو انگریز سے لڑائی کی کیا ضرورت تھی اور ہندو سے بچھڑنے کی کیا ضرورت تھی۔

اور آگے کہتے ہیں کہ جمہوریت ہماری سیاست ہے۔ جمہوریت کا نام لیتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ مارچ میں انتخابات کرائے ہیں۔ یہ ان کی جمہوریت ہے۔

ایک شرابی اور چور کبھی اسلامی نظام کو قبول نہیں کر سکتا

میں ایسی جمہوریت پر لعنت بھیجتا ہوں!

بھٹو نے خود تسلیم کیا اور دوبارہ الیکشن کرانے کا وعدہ کیا۔ تاریخ میں کبھی ایسا ہوا ہے؟ کہ دھاندلی کی بنا پر دوبارہ الیکشن کرائے نہ گئے ہوں۔؟

بھٹو نے کہا تھا کہ میں دوبارہ الیکشن اس لیے نہیں کرانا چاہتا کہ کہیں تاریخ میں دھاندلی کا وزیر اعظم نہ کہلاؤں، لیکن جب تحریک کا زور ہوا تو میرے پاس سنبھالے آتے۔ اور کہا کہ خدا کے واسطے صلح کریں۔ میں نے جواب دیا کہ حقیقت کو تسلیم کر لیں اور اسمبلیاں توڑنے اور دوبارہ الیکشن کرانے کا اعلان کریں، لیکن وہ اپنی بات پر اڑے رہے۔ میرے پاس وہ پانچ مرتبہ آئے، لیکن حقیقت کو تسلیم کرنا شاید ان کے بس کی بات نہ تھی۔ اس لیے میں نے کہا کہ جب تک ان بنیادی چیزوں کو تسلیم نہیں کیا جاتا ہم کوئی بات کرنے کے لیے

لاہور میں پانچ تاریخ کو کمشنروں کا اجلاس نہیں بلایا تھا۔؟ اور اس میں یہ نہیں کہا گیا تھا کہ اگر پیپلز پارٹی کو نہ جتایا گیا تو بستر گول کرا دوں گا؟

کہنے لگا کہ:

"کہا تو تھا، لیکن اتنی دھاندلی کے لیے نہیں"

پھر مذاکرات کی بات ہوئی۔ ہم نے کہا کہ:

"ہم قیدی ہوں اور آپ شہنشاہ ہوں اس صورت میں مذاکرات ہوں گے"؟

لہذا ہم کو رہا کرنا پڑا۔

جو شخص دھاندلی کا اعتراف کر چکا ہو وہ بھی کبھی جمہوریت کی بات کر سکتا ہے؟

(مجمع سے نہیں نہیں کے آوازے بلند ہوتے ہیں۔)

ہم نے اللہ کو مانا ہے۔ اس کو مالک کہا اور اسی کو قدیر کہا، تو طاقت کا سر چشمہ بھی وہی ذات بابرکات ہی ہے۔

یہ تھے ان کے نعرے۔ ہمارا نعرہ یہ ہے کہ

- ہماری سیاست بھی اسلام ہے
- ہماری معیشت بھی اسلام ہے
- طاقت کا سر چشمہ باری تعالیٰ کی ذات ہے۔

اور ہمارے یہ نعرے اسلام ہمارا دین ہے سے ہم آہنگ ہیں۔

محترم حاضرین اب وقت آگیا ہے کہ اس لادینی تابوت میں آخری کیل ٹھونک دیں۔ آخر کب تک اسلام کو پاکستان میں مظلوم دیکھیں گے؟

اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے اس ملک میں کسی کی عزت و آبرو، جان و مال محفوظ نہ رہی اور ایک شخص نے پوری قوم کے حقوق غصب کر رکھے تھے۔ قتل و غارت... اور دہشت گردی کا طوفان تھا۔ مولانا

میرے چاروں وزراء اعلیٰ نے بتایا تھا کہ: دھاندلی نہیں ہوئی! (بھٹو)

نہیں۔ اور پھر میں نے ۲۲ فروری کو بھٹو کے نام خط میں واضح کر دیا کہ آپ نے ہماری ایک بات بھی تسلیم نہیں کی۔ لہذا اب اگر سالار آئے تو میں خیر مقدم نہیں کروں گا۔ بھٹو نے اس خط کو نام نہاد اسمبلی میں پڑھا اور کہا کہ یہ لوگ ضدی ہیں۔ اور پھر ریفرنڈم کی بات کی۔ اور پھر آدمی بھیجے یہاں تک کہ کویت اور سعودی عرب کے سفیر آئے۔ میں نے ان سے بھی کہا کہ میری وہ شرائط ہیں۔ اس کے بعد وہ خود آیا اور کہا کہ میں مانتا ہوں کہ دھاندلی ہوئی اور اسمبلی توڑتا ہوں میں نے کہا کہ:

اگر یہ بات ماننی ہی تھی تو اس قدر تاخیر کیوں کی؟ لوگ شہید ہو رہے ہیں، اگر پہلی ہی ملاقات میں بات مان لیتے تو اتنی جانیں ہم سے جدا نہ ہوتیں۔ تو کہنے لگا:

"مجھے پہلے علم نہیں تھا میرے چاروں وزراء اعلیٰ نے بتایا تھا کہ دھاندلی نہیں ہوئی"

۱۹۷۰ء کے انتخابات میں سرحد بلوچستان میں پیپلز پارٹی کا ایک ممبر بھی کامیاب نہیں ہوا تھا نتیجۃً جمعیۃ اور نیپ نے حکومتیں بنائیں۔ ان جمہوری حکومتوں کو توڑا گیا۔ اور پھر پیپلز پارٹی کی حکومتیں تشکیل دیں۔ کیسے؟ کیا یہی تمہاری جمہوریت ہے۔

(شرم شرم شرم)

پھر کہتے ہیں کہ طاقت کا سر چشمہ عوام ہیں۔ جو لوگ خدا کو مانتے ہیں۔ یعنی یہ کہ ایک ایسی غیبی قوت موجود ہے جو نظر نہیں آتی، لیکن تمام تر قوتوں کا سر چشمہ ہے۔ یہی خدا کا ماننا ہے۔ عیسائی بھی خدا کو اسی طرح مانتے ہیں، لیکن جو لوگ خدا کو نہیں مانتے انہوں نے یہ تصور دیا کہ:

"طاقت کا سر چشمہ عوام ہیں"

یہ تصور دراصل انکارِ خدا کا تصور ہے جب

شمس الدین، عبدالصمد اچکزئی، خواجہ رفیق اور ڈاکٹر نذیر سمیت تقریباً تیس سیاستدانوں کو قتل کرایا گیا۔ اور عطاء اللہ مینگل کے صاحبزادے اسد اللہ مینگل کو اغوا کر کے قتل کر دیا گیا۔ اب مارشل لاء حکام نے اس کی تفتیش کی ہے۔ ورنہ اس ظالم کے دور میں تو اس کا سراغ ہی نہ مل سکا تھا صرف اتنی بات تھی کہ اغوا کر لیا گیا۔ لاتعداد افراد کو سلاخوں پیچھے دھکیل دیا گیا۔ اور بہت سے لوگ اب تک لاپتہ ہیں۔ اس کے باوجود یہ شخص عوام کی بات کرتا ہے

اب آپ کا امتحان ہے۔ اگر اس ملک میں حقیقی معنوں میں اسلام کا نفاذ چاہتے ہیں تو اس کے لیے خلوص دل سے جدوجہد کے لیے میدانِ عمل میں نکلو۔ ورنہ محض نعرہ بازی سے کام نہیں چلے گا۔ ہم یہ صورت برداشت نہیں کر سکتے اور اسلام کے لیے اس وقت تک جدوجہد کرتے رہیں گے جب تک ہمارے جسم میں حرکت رہے گی۔

(انشاء اللہ العزیز)

جمہوریت کا نام لیتے ہوئے شرم نہیں آتی

محمد سعید الرحمٰن علوی کے قلم سے

اے اہلِ قلم!

احتیاط بہرطور لازم ہے

ہمارے ملک میں آج جرائم کی جس حد تک بہتات ہو چکی ہے اس کا اندازہ ہر صاحبِ دل آسانی سے لگا سکتا ہے۔ ان جرائم کی افزائش میں جن عناصر نے انتہائی موثر کردار ادا کیا ان میں اربابِ صحافت اور اہلِ قلم نمایاں ہیں۔

صحافت جو ایک انتہائی مقدس مشغلہ ہے جسے سلطنت و ملک کا ایک اہم ستون ہونے کا شرف حاصل ہے، اسے ہمارے یہاں جس طرح ذلیل و رسوا کیا گیا اس داستان کو اگر تفصیل سے بیان کیا جائے تو ایک دفتر درکار ہے۔ ہمارے اربابِ قلم کی اکثریت ایسے ایسے "امراض" کا شکار ہے کہ انھیں ان امراض کے علاج و تسکین کے لیے بلند ترین اقدار کو بھینٹ چڑھانا پڑتا ہے اور وہ انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ یہ "قربانی" کرتے ہیں کہ ان کا نظریہ یہ ہوتا ہے کہ عیش و نشاط کی زندگی ہی انسانیت و آدمیت کی معراج ہے۔

پھر پاکستان کے مخصوص سیاسی حالات نے اور زیادہ بربادی کا سامان پیدا کیا۔ ہر آنے والی حکومت نے اربابِ قلم کو اپنی ڈگر پر چلانے کے لیے اور اپنے حق میں ان سے "کلمۂ خیر" کہلوانے اور لکھوانے کے لیے جو پاپڑ بیلے، وہ ایسے نہیں جن کا عام لوگوں کو پتہ نہ ہو۔ دھن، دھونس، دھاندلی کا ہر طریق اختیار کیا گیا اور مختلف ضوابط و آرڈیننسز کے ذریعے اربابِ قلم کے قلم و ضمیر پر پہرے بٹھائے گئے۔ بدقسمتی سے اس قافلہ میں کوئی "فرہاد" نہ نکلا جو پہاڑوں سے ٹکرا کر یہ کہنے کا مستحق ہو سکتا کہ،

سودا قمارِ عشق میں شیریں سے کوہکن
بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو دے سکا
کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز
اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

ان اربابِ قلم کے اس لمبے چوڑے قافلہ میں کوئی ابوالکلام، محمد علی جوہر اور ظفر علی خان نہ بن سکا، کسے دیوان سنگھ مفتون بننے کی توفیق نہ ہوئی۔ بھر اپید اکثریت ضمیر و قلم کو ہتھیلی میں لیے منڈی میں سودا چکانے کے چکر میں مصروف رہے۔ اور بعض جرائد و اخبارات ایسے بھی ہیں جنہوں نے منافقانہ طور پر "افضل الجہاد کلمۂ حق عند سلطان جابر" کے جھومر تو لٹکا رکھے ہیں لیکن جن کی راتیں کھر جیسے ظالموں اور درندہ صفت لوگوں کے ساتھ ڈنر اڑانے میں گذرتی ہیں اور جن کا ماتحت عملہ پلاٹوں اور کاروں کے بے پناہ پرمٹ لے کر بھی مجاہد اور بہادر بننے کا مدعی ہوتا ہے یقین نہ آئے تو سابقہ دورِ سیاہ کی سیکرٹ فائلوں کو کھنگال لیں آپ کو کتنے ہی نام نہاد صحافی اور اربابِ قلم نظر آئیں گے جو بھٹو اور کھر جیسے نشانہائے ظلم و ستم کے دروازے پر جبینِ نیاز جھکائے نظر آئیں گے۔

نظریۂ پاکستان کے نام نہاد علمبردار اور تحریکِ پاکستان کے مجاوروں میں بہت سے تو ایسے ہیں جن کے نام پنجاب اسمبلی کے ایوان میں سامنے آئے کیونکہ انہوں نے "کلمۂ حق" لکھنے کے صلہ میں پرمٹ وصول کیے تھے۔

جب حالات یہ ہوں تو آپ کس سے نیکی کی توقع رکھیں گے۔ جب بھی ان لوگوں کے قلم اٹھیں گے تو غلاظت بکھیرتے نظر آئیں گے۔ جب کوئی حکومت برسرِ اقتدار آتی ہے تو یہ لوگ اس کے قصیدے پڑھتے نظر آئیں گے اور جب وہ حکومت رخصت ہو جائے گی تو جہان بھر کے تمام جرائم اس حکومت میں ان کو نظر آنے لگیں گے، جیسا کہ آجکل آپ دیکھ رہے ہیں۔

جنرل ضیاء الحق صاحب نے نرمی اور رعایت برتی اور اخبارات پر سے خاصی پابندیاں نرم کر دیں تو جس طرح سنسنی خیز سرخیاں اور خبریں لگا لگا کر کاروبار چمکایا گیا وہ ایک انتہائی شرمناک داستان ہے۔ اس دور میں جس طرح نئے نئے جرائد رسائل اور دو ورقیاں، چار ورقیاں مارکیٹ میں آئیں اس سے یوں اندازہ ہوتا ہے جیسے برسات کے موسم کے بعد خودرو گھاس اور جھاڑیاں اُگ آتی ہیں۔ بعض رسائل و جرائد کے خوبصورت ٹائیٹل اور سفید چٹے کاغذ اور دوسرے انتظامات دیکھیں اور پھر پرچہ کی قیمت دیکھیں تو آپ کو اس بات کا اندازہ کرنا بہت آسان ہو گا کہ "فضلِ ربی" اور مخصوص ذرائع سے مال و دولت کی فراوانی ہے۔

الیکشن کے التوا کے موقعہ پر ذرا سا اخبارات کو محتاط رہنے کا کہا گیا تو "سرخیوں" کے انداز میں برائے نام کمی واقع ہوئی، لیکن باقی سب کچھ جوں کا توں ہے بلکہ تجزیوں اور تبصروں میں وہ وہ لن ترانیاں ہانکی جا رہی ہیں کہ توبہ بھلی۔ میرے سامنے اس وقت ۱۵ تا ۲۱ اکتوبر ۷۸ء کا ہفت روزہ "چنگاری" موجود ہے۔ جو خیر سے لاہور کے مطلع صحافت سے طلوع ہوتا ہے۔ سرورق

پر ارشاد ہے :

وہ چنگاری خس وخاشاک سے کس طرح دب جائے
جسے حق نے کیا ہو نیستاں کے واسطے پیدا

معلوم نہیں یہ شعر ہے یا نثر اور پھر اس کی روح کیا ہے؟ لیکن حق کی ترجمانی کا دعوٰی کرنے والے پرچہ کی حالت دیکھیں صفحہ نمبر ۳ پر ایک تجزیہ ہے " کیا ہمارے سیاست دان ملک میں جمہوریت لے آئیں گے ؟"

اس عنوان سے جو تجزیہ کیا گیا ہے اس پر تجزیہ کرنے والے نابغہ اور عبقری کا نام تک نہیں۔ اس تجزیہ میں ... ن۔ این۔ اے اور پی۔ پی۔ پی کے مستقبل ... قائدین کے فوٹو ہیں اور سیاسی جماعتوں ... نظام کے حوالہ سے لولوئے لالہ بکھیرے گئے ہیں۔ مختلف جماعتوں کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے ان میں سے ہر ایک پر کافی کچھ لکھا جا سکتا ہے اور دلائل سے واضح کیا جا سکتا ہے کہ " قلمکار " دوست نے کہاں کہاں اور کس کس طرح ٹھوکر کھائی لیکن اس سے شاید " محبت و اتحاد " کے شیش محل پر آنچ آجائے۔ اس لیے میں تو صرف اپنی جماعت کے متعلق تجزیہ نگار کی گفتگو پر کچھ کہوں گا۔ وہ فرماتے ہیں :

" جناب مفتی محمود ذاتی طور پر ملک کے عام انتخابات کے التواء کے حق میں نہیں۔ لیکن ان کی جماعت جمعیۃ علماء اسلام میں اب کئی سال سے انتخابات نہیں ہوئے۔

اندازہ لگایا آپ نے ؟ تجزیہ نگار کتنی دور کی کوڑی لائے ؟ اس ذات شریف نے یہ تجزیہ لکھ کر جب نظر ثانی کی ہوگی تو خوشی سے اس کی باچھیں کھل گئی ہوں گی کہ میں نے واقعی ہمالیہ کی چوٹی سر کر لی ہے کہ اتنا قیمتی مقالہ سپرد قلم کر دیا ہے۔ لیکن " چنگاری " کے آتش کدہ میں بیٹھ کر راکھ اڑانے والے جاہل و اجہل قلمکار نے جس طرح سیاہی بکھیری ہے وہ ایک المیہ سے کم نہیں۔ پس منظر کی بات ہو تو دور تک جا سکتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ ایک طائفہ بہرحال اس ملک میں ابھی موجود ہے جو ماضی کے حوالوں سے مفتی محمود اور ان کے اکابرین و رفقاء اور رضاکاروں کو رگیدنا ہی اپنا فرض سمجھتا ہے اور اسی کو ملت کی کامیابی کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔

ان لوگوں کو ملک میں صحیح النسب اور صحیح الفطرت اہل حق علماء کرام کی قیادت اور بڑھتی ہوئی طاقت کسی طور گوارا نہیں، اس لیے غلط سلط تبصرے اور بے پر کی اڑا کر چھینٹے پھینکنا ان کی شیطان نما معصوم فطرت کا خاصہ بن چکا ہے۔

یہ بات کتنی شرم ناک ہے ؟ اگر ملک میں کوئی اخلاقی ضابطہ ہوتا تو یہ قلمکار چنگاری کے دفتر سے اٹھ کر کسی بھاڑ خانہ میں جا کر لکڑیاں جھونکنے کی ڈیوٹی سنبھال لیتا، لیکن ۔ ع

شرم چہ کتیا است کہ پیش مردم مے آید

اسے کیا پرواہ ؟ کوئی پوچھے کہ میاں مجنوں یہ دور کی کوڑی تم کہاں سے لائے ؟ تمہارے اس تجزیہ کی بنیاد کیا ہے ؟ ماخذ کیا ہے ؟ راوی کون ہے جس نے تمہیں بتلایا ؟

جمعیۃ کا دستور موجود ہے۔ انتخابات کا پورا شیڈول اس میں دیکھا جا سکتا ہے اور وہ محض نمائشی گھوڑا نہیں، عملی چیز ہے عمل ہو رہا ہے۔ ہر تین سال بعد نئے انتخابات، ان کے لیے ممبر سازی، اور پھر درجہ بدرجہ کے انتخابات کا مرحلہ ابھی ۷۶ء کے اکتوبر میں پورا ہوا۔ اور اتفاق یہ ہے کہ مرکز میں جہاں حضرت درخواستی اور مفتی محمود بالترتیب امیر و ناظم عمومی (صدر، جنرل سیکرٹری) ہیں، وہاں مجلس عاملہ کے ۱۲ میں سے آٹھ ممبر نئے ہیں۔

پنجاب میں چار ممبر مجلس عاملہ میں نئے ہیں یہی حال کچھ دوسرے صوبوں کا ہے۔ نیا خون آتا رہتا ہے ان کو مواقع ملتے ہیں، ہر تین سال بعد انتخابات ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارے چنگاری بھڑکانے والے یار اسی چکر میں ہیں کہ کئی سال سے انتخاب نہیں ہوا۔ میں گذارش کروں گا کہ منہ سے نکلا ہوا اور قلم سے لکھا ہوا ہوا میں تحلیل نہیں ہو جائے گا۔ قیامت و عقبیٰ میں اس کی جوابدہی کرنا ہوگی اور آنے والا مورخ اس کا تجزیہ کیا گیا تو پھر ایسے قلمکار روسیاہی سے کیسے بچ سکیں گے۔

مجھے اگر تہمت کا ڈر نہ ہوتا تو میں جنرل ضیاء صاحب سے عرض کرتا کہ جہاں سیاست دانوں کو بے نقاب کیا جا رہا ہے وہاں ذرا اس طائفہ کی بھی خبر لیں جو قلم کے نام پر " وڈیرے " بن گئے اور لاکھوں کی بلڈنگیں کھڑی کر کے اور شراب و شاہد کی دنیا بسا کر پھر بھی " مجاہد اسلام " بنے بیٹھے ہیں۔

خیر تہمت لگتی ہے تو لگے میری گذارش جنرل ضیاء صاحب سے یہی ہے کہ اس کے بغیر اچھے کاموں کی تشہیر اور برے کاموں کی حوصلہ شکنی مشکل ہے۔

کیا جنرل صاحب توجہ فرمائیں گے ؟

بقیہ صرف اسلام ہی

ایک چادر کسی عامی کا حق ہے تو اتنا ہی امیر المومنین کا بھی حق ہے ورنہ شبہ پر بھی ایک بدوی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر اعتراض کر سکتا ہے اور امیر المومنین کو جوابدہی لازم ہے قانون اسلام کی نگاہ میں سب کے حقوق برابر ہیں۔ ہر حال فرقہ واریت اور قومی تفریق کی ایک بنیاد نسبی اور نسلی امتیازات تھے تو انہیں بھی اسلام نے ختم کر دیا اور ایک دوسری جبڑ قانونی امتیازات تھے۔ ان کی بھی بیخ کنی کر دی فرمایا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ۔ (بڑا وہ ہے جو خدا کے نزدیک پارسا ہو) اس آیت نے قانونی امتیازات کو ختم کر دیا جس کے معنی مساوات کے ہیں یعنی اس قانون اور تقوٰی پر جو زیادہ چلے گا وہی عند اللہ بڑا ہوگا۔ جو اس سے دور رہے گا وہ ذلیل رہے گا جس کا حاصل سب پر قانون کی یکساں پابندی اور سب پر قانون کا یکساں حکمران ہونا نکلتا ہے۔ پس نسبی تفوق اخوت سے ختم ہو جاتا ہے اور قانونی حقوق مساوات سے جاتا رہتا ہے اور اخوت و مساوات انسانی

صرف اسلام ہی اخوت اور مساوات کا پرچار کرتا ہے

مولانا محمد الیاس ارشد خطیب دریا خان

جو قومیں انسانوں کو یک جوہر اور یک اصل نہیں بتلاتیں وہ دنیا میں کبھی بھی جمہوریت کی علمبردار نہیں بن سکیں جس کے یہاں انسانوں کا کوئی طبقہ سورج کی اولاد ہو اور کوئی پیروں کی مٹی سے پیدا شدہ ہو ان کے یہاں اونچ نیچ ہی نہیں چھوت چھات بھی لازم ہوگی جن کے یہاں گورے کالے پر پیدائشی برتری ہو اور رنگ و روپ ان کے یہاں مابہ الامتیاز ہو جن کے یہاں انسانوں کی کوئی ایک اصل نہ ہو بلکہ آئے ہوں تو ان کے یہاں باہمی جذب و کشش کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور جب انسانوں میں پیدائشی طور پر اونچ نیچ، چھوت چھات، برتری اور کہتری اجنبیت اور علیحدگی بتلائی جائے جو میل ملاپ یا اشتراک جو یکسانیت اور مساوات کے پنپنے ہی نہ دے تو وہاں عالمگیر جمہوریت کے نام لینے کے کوئی معنی ہی نہ ہوں گے اور پھر بھی لیا جائے گا تو وہ دھوکہ ہی ہوگا جو کبھی شرمندہ عمل نہ ہوگا۔ یورپ عالمگیر جمہوریت کا دعویدار ہے اور اس نے بلاشبہ تمدنی وسائل کو عالمگیر بنا دیا ہے مگر پھر بھی وہ عملاً اسے چلا نہیں سکتا کیونکہ وہاں کالے گورے کا فرق اور خون و نسب کی جوہری تفریق کا جذبہ موجود ہے۔ اور وہ کسی ایسے مسلک پر اعتقاد نہیں رکھتا جو ان کی روحوں اور دلوں میں حقیقی عالمگیر اور یکسانیت کا جذبہ پیدا کر دے اس لیے اس کا دعوئی جمہوریت محض سیاسی مفاد کی حد تک آکر رک جاتا ہے اور زبانوں پر رہ جاتا ہے حلق میں اترتا چہ جائیکہ کسی مخلصانہ عمل کی داغ بیل ڈال سکے ان کا سب سے بڑا عملی میدان کالوں کو اپنی سیاست پر نیچا اور دعوائے جمہوریت کر کے انہیں نیچ اور غلام بنائے رہنے کی سعی کرتے رہنا اور اپنے سیاسی منافع کے لیے ان کے جذبات سے کھیلنا یکہ ان کے سکرات موت سے تفریح کرنا ہے اور بس؟

ہاں حقیقی طور پر وہ مسلک دنیا کے سارے انسانوں کو ایک پلیٹ فارم پر لا سکتا ہے جو انہیں ایک جوہر بتلا کر ایک ماں باپ کی اولاد تبلائے اور ان میں رشتہ یگانگت ہی نہیں رشتہ اخوت ثابت کر کے ان کے باہمی تفرقوں کو مٹا ڈالے اور نسبی فرقوں کو ختم کر دے جو انسانی جہالتوں کی ابتدائی فرقہ واریت ہے اور وہ اسلام کے سوا ہمیں کوئی دوسرا مسلک نظر نہیں آتا۔

غور کیا جائے تو انسانوں میں رشتہ یگانگت و اخوت قائم کر کے اسلام نے مذہب ہی کا نہیں انسانیت کا احترام قائم کیا ہے اور ثابت کیا کہ انسانوں کا کوئی طبقہ کسی حالت میں بھی نجس العین نہیں کر دہ تو وہ اس سے چھوٹی ہوئی چیز بھی نجس بنجائے انسان انسان ہے اور انسی اس سے کسی حال میں بھی منقطع نہیں ہو سکتا اس کے افعال میں گندگی آسکتی ہے۔ اس کے خیالات ناپاک ہو سکتے ہیں مگر خود انسان اور انسانیت جوہر نہیں مٹ سکتا اور اس انسانیت کی حیثیت کبھی گندہ نہ ہوگی۔

اس لیے شریعت اسلام میں کسی انسان کا خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم، پس خوردہ ناپاک نہ ہوگا۔ یہ وہی پاسداری ہے اور نفس انسانیت کا احترام ہے ورنہ اگر اسکی ہاتھ لگی ہوئی خشک یا تر چیز یا اس کا پس خوردہ نجس یا ناپاک اور واجب الاحتراز ہو جائے تو در حقیقت اس کے اصلی جوہر کی ناپاکی اور انسانیت کے گندہ ہونے کا دعوئی ہوگا جس سے پھر کوئی انسان بھی پاک نہیں رہ سکتا حالانکہ یہ دنیا کی اقوام کے اجماع کے خلاف ہے کوئی قوم بھی علی الاطلاق تمام انسانوں کو ناپاک نہیں ٹھہرا سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلام نے حائضہ کو چھوڑ دینے یا اس کا پس خوردہ استعمال کرنے سے یا اس کے ساتھ مل کر کھانے سے منع نہیں فرمایا۔ کیونکہ اس کی یہ ناپاکی حکمی ناپاکی ہے جو عبادات خاصہ کی حد تک موثر ہوتی ہے عورت کو نجس العین نہیں بنا دیتی کہ اس کے سایہ سے بھی فرار اختیار کیا جائے یا جاہل عربوں اور یہودیوں کی طرح اس زمانہ میں اس کی جگہ کھانا پینا الگ تھلگ کر دیا جائے اور اس کو ایک اچھوت کی حیثیت سے پہلے انسانوں سے کاٹ دیا جائے کیونکہ یہ براہ راست انسانیت کی توہین ہے۔

ظاہر ہے کہ جو مذہب اور مسلک تمام انسانوں کی خلقت کو بلحاظ جوہر پاک بتلائے سب کو یک جوہر کہے سب میں برادری اور اخوت کا رشتہ ثابت کرے سب میں سے مصنوعی اونچ نیچ ختم کر کے ان میں یکسانی اور برابری ثابت کرے ان میں چھوت چھات مٹا کر باہمی میل جول اور معاملات کے راستے ہموار کرے۔ وہ اقوام عالم کو چلانے والا کہا جائے گا یا ان میں فرقہ واریت اور کشیدگیاں پیدا کرنے والا سمجھا جائے گا اور آیا وہ سب کو ایک پلیٹ فارم پر لا سکتا ہے یا وہ جو ان میں چھوت چھات اونچ نیچ اور تفاوتِ جوہر کا قائل ہو؟

پس جب بھی دنیا حقیقی معنوں میں بین الاقوامیت کی طرف آئے گی اور جب بھی وہ عالمی رشتہ اور عالمی یگانگت کا نصب العین لے کر کھڑی ہوگی تو اس کے لیے چارہ کار نہ ہوگا کہ وہ اسلام کے اس اصولی یک جوہریت اور یک اصلیت کو مانے اور اس کے ذریعہ۔

اقوام میں سے نفرت باہمی اور اونچ نیچ کا خاتمہ کرے۔ ورنہ بین الاقوامیت تو بجائے خود ہے ایک قومیت کی سطح بھی ہموار نہ رہ سکے گی اور ایک ہی قوم میں اتنے تفرقے اور اتنی نفرتیں ہو جائیں گی کہ ان کا ایک پلیٹ فارم ایک مسجد ایک مدرسہ اور ایک خانقاہ میں جمع ہونا محال ہوگا جب کہ اس قسم کی تنگ دل اقوام میں اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔

ہمیں خوش قسمتی ہے کہ آج ہر تعلیم یافتہ اور سمجھدار خواہ وہ کسی قوم کا بھی ہو ہمہ گیری اور عالمگیری کی طرف آ رہا ہے اور اس کے لیے ہر نوع کی اونچ نیچ کو ختم کرنے پر آمادہ ہے جو اسلام کی خاص تعلیم ہے اور دینی دنیا میں اس اخوت و مساوات کو اصلی اور یک جوہری کو لے کر آیا تھا۔ اس اونچ نیچ کے خاتمہ پر پھر بھی اگر فرقہ واریت اور باہمی کشیدگی نظر آتی ہے تو وہ مذہبی لائنوں سے آ رہی ہے اور اس لیے ہر ملک کی دنیا مذہبی لائن کو سیاسیات سے ختم کرنے پر تلی ہوئی ہے کوئی شبہ نہیں کر دنیا کا یہ فعل معقول اور لائق تحسین ہے مگر انہی مذاہب کی حد تک جو یقیناً ان کشیدگیوں اور فرقہ واریتوں کی تعلیم دیں یا اس کے ذمہ دار ہوں۔

لیکن جو مذہب بنیادی اور اصولی طور پر مال و دولت اور رسمی منصب و وقار کے تفرقے مٹانے کے لیے ہی آیا ہو فرقہ واریت ختم کرنے اور رنگ و نسل دولت و مال اور رسمی منصب و وقار کے تفرقے مٹانے کے لیے اور اس نے اصول ہی وہ رکھے ہوں جن کے ہوتے ہوئے فرقہ واریت کے جراثیم پل نہ سکیں تو اس کا کیا قصور ہے کہ اسے بھی ملک و ملت اور ان کے معاملات سے خارج کیا جائے اور اگر آپ اسے خارج بھی کرتے ہیں تو وہ خارج ہوتا کب ہے آپ فرقہ واریت کے مٹانے کے لیے جو اصول بھی اختیار کریں گے وہ اسی کا لقہ اصول ہوگا اس لیے آپ اس کا انکار کر کے بھی اقرار کریں گے اور اس کو رد کر کے بھی قبول کریں گے۔ اگر آپ اونچ نیچ مٹائیں گے تو آپ نے عقیدۃً یا عملاً اسی کی حقیقت کب کی اور اگر آپ اخوت و مساوات کا اصول لاتے ہیں تو آپ دل و جان سے اسلام کی مخالفت میں جو دل سے الگ ہو کر بول رہی ہے تو اس کا اعتبار کیا ہے کہ وہ لائق توجہ ہو۔ قول محض جس کے ساتھ نہ عقیدہ ہو نہ عمل ہو کب وقعت رکھتا ہے کہ اس کو مانا جائے۔ پس آپ اسلام کا نام لینے سے تو ڈرتے ہیں لیکن اس کا کام کرنے سے اور اس کو ماننے سے نہیں ڈرتے پھر ایسی چیز سے بھاگنے اور ڈرنے سے کیا حاصل ہے جو آپ کا پیچھا نہ چھوڑے اور آپ کہیں بھی بھاگ جائیں وہ آپ کا پیچھا کرے اور وہیں چلکر پکڑ لے پس کیا اچھا ہو کہ آپ زبان سے بھی اس چیز کے نام سے ڈرنا چھوڑ دیں جو آپ کے دلوں اور روحوں میں گھس چکی ہے۔

قانونی مساوات

انسانوں میں انسانیت کی یکانگت اور یک جہتی کے بعد اگر تفرقہ پھیل سکتا ہے تو وہ قانونی تفاوت سے کہ ایک قوم کے افراد کو مثلاً ایک عبادت گاہ میں برابری کے ساتھ جمع ہونے کا حق نہ ہو۔ یکساں سجنے کا حق نہ ہو۔ عبادت گاہیں مخصوص خاندانوں کا حق قرار دے دی جائیں تعلیم گاہیں مخصوص خاندانوں کی ملکیت ہوں علم مخصوص قبائل کا ورثہ ہو جس سے ہر ایک کو مساویانہ انداز سے استفادہ کا حق نہ ہو دستر خوان اور اس کے ظروف عوام و خواص کو یکجا نہ کر سکیں کچھ آئینی طور پر شدھ ہوں اور کچھ قانوناً نیچ ہوں تو یقیناً ایسی قوم تفرقے کا شکار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

زمانہ جاہلیت میں مشرکین عرب میں جہاں نسلی اور نسبی امتیازات تھے وہیں عبادتی امتیازات بھی تھے حج کے موقع پر ہر عام لوگ تو عرفات میں وقوف اور قیام کیا کرتے تھے لیکن اشراف عرب کا رتبہ اس سے بالاتر تھا وہ صرف منیٰ تک پہنچ کر ٹھہر جاتے تھے اور ان کی امتیازی شان عوام الناس کی برابری یا ان کے دوش بدوش عبادت گزاری برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ گویا قانونِ مذہب ہی نے ان کو امتیازی حق دے کر ہمیشہ کے لیے عبادت کے دائرہ میں انہیں اونچ اور دوسروں کو نیچ بنا دیا تھا یا جیسے نصاریٰ کے یہاں یا پاپائیت کے دورِ اقتدار میں حدود و قصاص اور تعزیرات چھوٹے لوگوں پر جاری کی جاتی تھیں لیکن بڑے لوگ قانون کی گرفت سے مستثنیٰ تھے گویا وہ قانون کی رو سے اونچ تھے اور دوسرے نیچ! کسی قوم میں ایک طبقہ روپیہ کمانے کے لیے مخصوص تھا اور ایک طبقہ اس سے محروم ہو کر ذلیل خدمات کے لیے وقف تھا گویا ایک حلقہ سرمایہ دار بننے کے لیے ہی پیدا کیا گیا ہے اور ایک ہمیشہ نادار بننے کے لیے اسی کا نتیجہ تھا کہ ان اقوام میں باہمی تفرقے ہی نہ تھے باہم شدید نفرت تھی ظلم و تحقیر کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور حرب و ضرب باہمی کے جراثیم رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے تھے جن سے ایک طبقہ دوسرے طبقے سے کسی وقت مامون اور مطمئن نہیں رہ سکتا تھا۔ ایک طبقہ کی زندگی اجیرن تھی گویا وہ پیدا ہی اس پستی اور مردِ نادمت کے لیے کیا گیا ہے اور ایک طبقہ مگن اور مطمئن تھا گویا وہ مخلوق ہی طمانیت اور بشاشت کے لیے ہوئی ہے۔

اسلام نے اس فرقہ واریت کو نیست و نابود کرنے کا پیغام دنیا کو دیا جو قانونی اونچ نیچ سے پیدا ہوتی تھی مثلاً اس نے کہا کہ علم کسی ایک خاندان کی میراث نہیں ہے بلکہ بلا تفریق خاندان و نسل ضروریات دین کی حد تک علم کا طلب کرنا ہر مسلم و مسلمہ مرد و عورت پر فرض ہے اور زائدانہ ضرورتِ عام فرض کفایہ عبادت گاہوں میں محمود و ایاز برابر ہیں صفوف عبادت میں صدیق اکبرؓ اور ایک حبشی غلام یکساں ہیں۔ حدود و تعزیرات میں ایک عام آدمی اور سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی برابر ہیں اگر خدانخواستہ پیغمبرؐ کی بیٹی فعل سرقہ کی مرتکب ہو تو اس کے ہاتھ بھی عوام کی طرح کاٹے جانے ضروری ہیں حج میں شاہ گدا کے لیے دو کپڑوں کا احرام برابر ہے۔ خواہ ایک عالم ہو یا شاہ ہو دونوں کے لیے عرفات جانا بھی ناگزیر ہے اور ایک ہی نوع کے احرام میں ملبوس ہو کر وہاں ٹھہرنا بھی لازمی ہے۔ مالِ غنیمت سے اگر

بقیہ صفحہ

اسلامی نظام کا نفاذ بذریعہ بلیٹ پیپر؟

تحریر: کلیم اللہ ملک میانوالی

آج کل اکثر ذہنوں میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ جناب رسالت مآب نے جب مدینہ کی ننھی ریاست میں اسلامی نظام کے قیام کی بنیاد ڈالی تھی تو اس وقت کوئی باقاعدہ انتخاب عمل میں نہیں آیا تھا۔ اور لوگوں سے اسلامی نظام کے قیام کے بارے میں ان کی آراء نہیں پوچھی گئی تھیں اور بالترتیب حضرت ابوبکر صدیق رض اور دوسرے خلفاء راشدین کا انتخاب بھی بذریعہ بیلٹ نہیں ہوا تھا بلکہ قلیل تعداد کے شورائی نظام سے ایسا ہوا تھا۔ تو پھر یہاں کیسے ممکن ہے کہ بیلٹ کے ذریعہ سے وہ صالح مقاصد حاصل کیے جاسکیں۔ جو کہ موجودہ اسلامی طاقتوں کے انتخابات میں حصہ لینے کا اصل مقصد ہیں تو اس ضمن میں صاحب الرائے افراد کے تحریری اور تقریری مباحث سے یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ کیونکہ اس وقت ایک باقاعدہ نظام قائم نہیں تھا اور نہ ہی ایسا معاشرہ موجود تھا جس میں ہر فرد کی رائے معلوم کر کے نظام حکومت قائم کیا جاتا اور اس وقت مسلمانان عالم کی تعداد اس قدر کم تھی کہ وہ صرف مدینۃ النبی میں بھی ایک سیاسی گروپ (جن کے پاس خاصی مقدار ووٹوں کی موجود ہو) کی حیثیت نہ رکھتے تھے۔

اور جب معاشرہ اس نظام کے فواید اور اس کی برکات و فیوض سے متعارف ہی نہ تھا تو پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ اس نظام پر لوگوں سے تبصرہ حاصل کیا جاتا۔ شورائی نظام کے تحت ریاست کا نظام احکامات خداوندی اور شریعت محمدی کے مطابق قائم کیا گیا۔ اور لوگوں نے اس نظام کے تحت زندگیاں بسر کر کے نہ صرف دنیاوی راحتوں سے اپنے آپ کو ہمکنار کیا، بلکہ ابدی اور اُخروی راحتوں کے حصول کے لیے بھی بہت سازاد راہ جمع کر لیا۔ آئے روز ریاست کے رقبہ اور اس کے اختیارات میں وسعت پیدا ہوتی گئی اور مسلمان اسی نظام کی بدولت ایک بڑی قوت بن کر دنیا پر حکمرانی کرتے رہے۔ اور اس وقت تک یہ قوم حاکم ہی رہی جب تک اس کے ہاتھ سے دامن اسلام چھوٹ نہ گیا۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا عمل ہر دور میں جاری رہا۔ لیکن چند افراد برسرپیکار رہے۔ کہیں کم ہوتے گئے اور کہیں ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا، لیکن اجتماعی شکل میں پوری قوم نے بنیان مرصوص کا عملی نمونہ بن کر موجودہ تحریک اسلامی نظام کو کامیاب بنایا جس کا مقصد یہی خاصل کیا جاسکتا ہے کہ قوم اپنی تمام خامیوں اور گمراہیوں کے باوجود خدا کی اس زمین پر خدا کی حاکمیت کا نفاذ چاہتی ہے اور چونکہ موجودہ دور میں مروّجہ قوانین انتخاب اور تبدیلیٔ حکومت بذریعہ بیلٹ ہے اس لیے لوگوں کو یقیناً اپنی آراء کا اظہار ان طاقتوں کے حق میں کرنا ہو گا جو اس ملک پر نظام اسلامی کے قیام کے اہل ہوں اور جن کی زندگیاں انسانی لغزشوں کے باوجود اسلامی نظام کے راستے میں رکاوٹ کا باعث نہ ہوں۔ یہاں یہ بات وضاحت سے بتانے کی ضرورت ہے کہ بعض اسلام دشمن طاقتیں یہ بات یہاں پھیلاتی ہیں کہ نظام اسلامی کے قیام کا دعویٰ لے کر اٹھنے والے لوگ خامیوں سے بھرے ہیں اور ان کی زندگیاں خود اس نظام کے تابع نہیں ہیں جس کا یہ دعویٰ کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اسلامی نظام کے قیام کی تگ و دو اس لیے تو ہے کہ دوسروں کی اصلاح ہو اور دعویداروں کی زندگیوں کی تمام خامیاں دور ہوں اور ان کا ذاتی کردار اس قابل ہو سکے کہ وہ اسلامی حکومت کے ایک جزو کی حیثیت سے دینی اور دنیاوی لحاظ سے ایک باوقار زندگی بسر کر سکیں۔ سب سے بڑی اسلام دشمن طاقتیں سُرخ سامراج کی ہیں جس نے ہمارے ملک میں اپنی ہمنوا طاقتوں کے ہاتھ مضبوط کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ اور ہر قسم کی سہولت انہیں بہم پہنچا رہی ہے جو اس ملک میں نظام اسلامی کے قیام کی راہ میں مشکلات پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن ہمیں ان مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے سچے مومن کی طرح خدا کے دین کا سپاہی بننا ہو گا۔ اور بالآخر بذریعہ بیلٹ اس کا نفاذ کر کے دنیا کو بتانا ہو گا کہ اسلام ہی اس ملک کے باشندوں کے مسائل حل کر سکتا ہے۔ اسلام ہی ان لوگوں کی خواہشات کی تکمیل کا باعث ہو گا۔ اسلام خودسری اور آمریت کو برداشت کرنے کا روادار نہیں۔ اور یہ نہ کسی انسان کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنے جیسے دوسرے انسانوں پر خدا اور اس کے رسول کی مرضی چھوڑ کر اپنا بنایا ہوا قانون ٹھونسنے کی کوشش کرے اسلام کی حکومت میں حکمران خدا اور خلق دونوں کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے۔ اس جواب دہی کے فرض کا تقاضا یہ ہے کہ وہ انسانوں میں خدا کے قانون کو جاری کرے۔ اگر وہ اپنے اس فرض میں کوتاہی کرے تو دوسروں پر اس کی حکمرانی کا حق از خود ساقط ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہ ان سے قانونی لحاظ سے اپنی اطاعت کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

اسی حقیقت کا اظہار خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رض نے اپنے اولین خطبہ میں یوں کیا ہے:

میری اطاعت کرو جب تک میں خدا کی

اطاعت کروں، لیکن اگر میں خدا کی حدود سے تجاوز کروں تو اس کے بعد میری اطاعت تم پر واجب نہیں ہوگی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں حکمران کو خزانہ عامرہ اور ملکی قانون سازی میں اس سے زیادہ کوئی اختیار حاصل نہیں ہے جتنا کہ اس کی رعایا کے کسی ادنیٰ ترین فرد کو ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام کی نگاہ میں کسی فرد کو دوسروں پر حکومت کرنے کا اختیار اور حق صرف اسی صورت میں حاصل ہوتا ہے جب کہ مسلم معاشرے نے اسے اپنی آزاد مرضی سے ایک آزاد، غیر جانب دار اور ہر طرح کی دھاندلیوں سے پاک انتخاب کے ذریعہ منتخب کیا ہو، اور دورانِ انتخاب میں ان پر انصاف، نیکی، اور شرافت کی معروف پابندیوں کے سوا اور کوئی پابندی نہ ہو۔

جب تک میں خدا کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرنا

ایسا معاشرہ اگرچہ یہاں قائم نہیں۔ مگر فکرِ صالح کے حامل لوگ ایک مدت سے یہاں ایسے معاشرہ کے قیام کی تگ و دو کر رہے ہیں۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ قوم نے ان افراد کا کبھی بھی بھرپور طریقہ سے ساتھ نہ دیا۔ اس لیے یہاں مسلم حکومتیں تو قائم رہیں لیکن اسلامی حکومت کا قیام ممکن نہ ہو سکا۔ یہ ہمارے لیے آخری اور نادر موقع ہے کہ ہم جان کی بازی لگا کر بھی جمہوری عمل کے ذریعے اسلامی نظام قائم کرا دیں۔ ورنہ پھر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی دشمن قوتیں اپنا عمل تیز کر دیں گی۔ اور معاشرہ میں اس سلسلہ میں کم معاونت کے اثرات حاوی آجائیں۔ اس موقع پر اس نازک فرق کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے جو اسلامی حکومت اور مسلم حکومت کے درمیان ہوتا ہے۔ یہ تو ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اسلام کوئی جسم و جان رکھنے والی مخلوق نہیں ہے کہ وہ اپنے اس مطلوبہ اقتدار کو خود اپنی کوششوں سے حاصل کرے گا۔ اور حاصل کرنے کے بعد اسے اپنے ہاتھوں میں رکھے گا۔ بلکہ یہ سب کچھ اس کے پیروؤں کے ذریعہ ہی انجام پائے گا۔ وہی اس اقتدار کو حاصل کرنے کی کوشش بھی کریں گے اور وہی حاصل کر چکنے کے بعد اسے اپنے ہاتھوں میں رکھیں گے بھی اور اس لیے وہی لوگ اسلام کے سچے پیرو ہوں گے۔

جن ہاتھوں میں حکومت کا اقتدار بھی ہو یا جو اس کے حاصل کرنے کی کوششوں میں پیہم مصروف ہوں۔ مگر بڑا فرق ہے اس اقتدار میں جو مسلمانوں کو ان کے اپنے لیے مطلوب ہو اور اس اقتدار میں جو انہیں اصلاً اسلام کے لیے مطلوب ہو۔ پہلی قسم کا اقتدارِ حکومت مسلم اقتدار ہوتا ہے اور دوسری قسم کا اسلامی اقتدار۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر وہ دنیا ہے تو یہ دین ہے۔ وہ اگر شر ہے تو یہ خیر ہے۔ وہ اگر دنیا کا بگاڑ ہے تو یہ دنیا کا سنوار ہے۔ اسی بنا پر ایک طرف اہل ایمان کی تعریف اگر قرآن نے یہ کی کہ "وہ زمین میں غلو اور فساد نہیں چاہتے تو دوسری طرف انہیں خطاب کر کے یہ بھی فرمایا کہ تمہیں سربلند ہو گے۔ اگر تمہارے اندر سچا ایمان موجود ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ جو غلو اور سربلندی اپنے لیے ہوتی ہے وہ دراصل سرکشی اور جباریت ہوتی ہے۔ دنیا کو خرابیوں سے بھر دیتی ہے اور صاحب ایمان اس کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ لیکن جو سربلندی اور برتری اسلام کے لیے ہوتی ہے وہ سراپا خیر اور رحمت ہوتی ہے۔ اور مسلمان اس کا دل سے آرزومند ہوتا ہے۔ کوئی شک نہیں کہ اقتدارِ حکومت کی یہ دونوں قسمیں جوہری طور پر ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ اپنے بنیادی تصورات میں بھی مختلف ہیں اور اپنے نتائج و ثمرات میں بھی مختلف ہیں، اگرچہ دیکھنے میں دونوں ہی اقتدار ہیں اور دونوں اہل اسلام ہی کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں، مگر ایک کی حیثیت ایک مقدس امانت کی اور ایک بھاری ذمہ داری کی ہے جب کہ دوسرے کی حیثیت ذاتی ملکیت کی اور آزاد حق ہے۔ ظاہر بین نگاہیں سطح کو دیکھ کر دھوکہ کھا سکتی ہیں، لیکن اہل نظر پر اتنا بڑا اور بنیادی فرق چھپا نہیں رہ سکتا۔ وہ صرف محسوس کر لیں گے کہ اگرچہ شاہین اور کرگس کی پرواز بظاہر ایک ہی فضا میں ہوتی ہے مگر دونوں کا جہاں فی الواقع ایک نہیں ہوتا۔

پاکستان کا قیام اسی غرض کے لیے کیا گیا تھا کہ یہاں مسلم حکومت نہیں، بلکہ اسلامی حکومت قائم کر کے شان ربوبیت کی تعریف اور توصیف کی جائے گی۔ لیکن افسوس کہ یہاں ۵ جولائی ۱۹۷۷ء سے قبل اس طرف نہ کسی حکمران نے نگاہ پلٹی اور نہ ہی ناجائز قابضین نے۔

اب اس بات کی ضرورت ہے کہ رائے عامہ خود بھی اس موقع سے فائدہ اٹھائے اور اسلامی حکومت قائم کرنے کے خواہشمند کارکن [illegible] اور مکمل یکسوئی کے ساتھ رائے عامہ کو اس بات کے لیے تیار کریں کہ اس نعمتِ غیر مترقبہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خدا کی زمین پر خدا کی حاکمیت کے قیام کے لیے وہ اپنا ووٹ اسلامی قافلہ کے حق میں استعمال کریں۔ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نعرہ دوسری طرف سے بھی اسی نظام کا لگ رہا ہے، اس لیے ان میں اور ان میں کوئی فرق نہیں، لیکن اوپر کی معروضات میں تفصیلاً اسلامی اور مسلم حکومت کے درمیان فرق کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ مسلم حکومت تو پاکستان کے قیام کے بعد سے یہاں قائم رہی اس دفعہ اسلامی حکومت کا قیام عمل میں لا کر پھر دونوں کا فرق دیکھیں یقیناً اسلامی حکومت ہی کو آپ مزاج کے مطابق پائیں گے۔ کچھ باطل قوتیں اسلامی حکومت کے قیام سے قبل غلط فہمیاں پھیلا کر اس کا راستہ روکنا چاہتی ہیں۔ لیکن عوام ان شاء اللہ بیدار ہیں اور اب اس ملک میں کوئی بھی ان شاء اللہ اسلامی حکومت کا بذریعہ بیلٹ نفاذ نہیں روک سکتا۔

اسلامی حکومت اور مسلم حکومت میں فرق؟

ممتاز شیعہ راہنما اور اُن کے ساتھیوں کی جمعیۃ میں شمولیت

گذشتہ دنوں مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب حسبِ پروگرام ڈی۔ آئی۔ خان سے بذریعہ طیارہ پشاور پہنچے۔ ہوائی اڈے پر قومی اتحاد کے صوبائی صدر محمد ایوب جان بنوری، مولانا محمد امیر بجلی گھر، محمد اشرف قریشی اور جمعیۃ علماء اسلام و جمعیۃ طلباء اسلام کے سینکڑوں کارکنوں نے آپ کا پُرجوش خیر مقدم کیا۔ جونہی آپ قاضی عبداللطیف صاحب اور چودھری شریف کے ہمراہ جہاز سے باہر آئے، اخباری نمائندوں نے متعدد سوالات کرنے شروع کر دیئے۔ ان سے فراغت پاکر آپ موٹروں کے ایک جلوس میں دارالعلوم سرحد پہنچے۔ وہاں کثیر تعداد میں طلباء نے آپ کا پُرجوش خیر مقدم کیا۔ دارالعلوم سرحد میں آپ نے قومی اتحاد کی صوبائی جنرل کونسل کے اجلاس کی صدارت کی۔ رات ۸ بجے آپ نے یونیورسٹی ٹاؤن میں ایک دعوتِ استقبالیہ میں خطاب کیا۔

یہ دعوتِ استقبالیہ سید جواد حسین انصاری نے جمعیۃ علماء اسلام میں اپنی اور اپنے رفقاء کار کی شمولیت کے موقع پر حضرت مفتی صاحب کے اعزاز میں دی تھی۔ اس دعوت میں حضرت مولانا مفتی صاحب کے علاوہ مولانا محمد ایوب جان بنوری، مولانا محمد امیر صاحب بجلی گھر، جناب ڈاکٹر فدا حسین، جناب محمد اشرف علی قریشی، جناب بشیر احمد بلور، جناب محمد عامل، جناب سکندر عزیز کے علاوہ قومی اتحاد اور جمعیۃ طلباء اسلام کے بہت سے کارکنوں نے شرکت کی۔

جناب سید جواد حسین انصاری ممتاز شیعہ راہنما ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کی قیادت میں نظام مصطفےٰ کے قافلے کو کامیابی سے ہمکنار دیکھتے ہوئے آپ نے اپنے ممتاز ساتھیوں سمیت جمعیت علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔ اس موقع پر حضرت مفتی صاحب کو جناب جواد حسین انصاری نے خطاب کی دعوت دی۔

حضرت مفتی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے جناب سید جواد حسین انصاری اور ان کے رفقاء کو جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت پر مبارک باد دی۔ جناب مفتی صاحب نے اپنی تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا کہ ملک کو آزاد ہوئے تیس سال گذر گئے ہیں لیکن آج تک اس ملک میں اسلام کا عادلانہ نظام نافذ نہ ہو سکا۔ اس نظام کے لیے ہزاروں افراد شہید ہوئے، ہزاروں کی تعداد میں عورتیں ہندو سکھوں کے قبضہ میں چلی گئیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک کا پورا نظام بدل دیا۔ اور صحیح معنوں میں اسلام کا عادلانہ نظام لائیں۔ ہم نے اسلام کی خاطر مختلف سیاسی قوتوں کو جمع کیا اور نظام مصطفےٰ کے نفاذ کے لیے قومی اتحاد بنایا۔ ہم نے نظام مصطفےٰ کے لیے عظیم تحریک چلائی، ہزاروں افراد شہید ہوئے، لاکھوں کی تعداد میں گرفتار ہوئے۔ میں علماء کرام، طلباء، وکلاء، کاروباری حضرات اور خواتین کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس تحریک نظام مصطفےٰ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ میں آپ کو یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ نظام مصطفےٰ اس دفعہ پاکستان میں ضرور نافذ ہو کر رہے گا۔

اپنے میزبان کو مخاطب کرتے ہوئے جناب مفتی صاحب نے کہا، شیعہ برادری کے حقوق کا مکمل تحفظ کیا جائے گا۔ دعوتِ استقبالیہ کے آخر میں جناب جواد حسین انصاری نے حضرت مفتی صاحب اور دوسرے حضرات کا شکریہ ادا کیا۔

حضرت درخواستی کی لیاری میں آمد

کراچی (پ ر) جمعیۃ علماء اسلام کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی جمعہ ۳۰ ستمبر کو ضلع غربی کراچی کے خازن محمد یوسف گلفام کی دعوت پر لیاری میں ان کی قیام گاہ پر تشریف لائے۔ ان کے ہمراہ قاری غلام نبی کوئٹہ، قاری محمد شوکت، صوفی عبدالحنان، محمد عثمان الوری اور دیگر متعدد احباب بھی تھے۔ حضرت درخواستی نے احادیثِ نبوی کی روشنی میں مسلمانوں کو متحد ہو کر اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد کرنے پر مبارک باد دی اور پاکستان میں اسلامی آئین کی ضرورت پر زور دیا۔ حضرت درخواستی نے قومی اتحاد کی جماعتوں کے قائدین کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور آخر میں ملک سلامتی اور خوشحالی کی دعا فرمائی۔

مسعود نیازی جمعیۃ میں شامل ہوگئے

میانوالی، امیر تحریک نظام مصطفےٰ اور سابق طالب علم راہنما مسعود نیازی نے گذشتہ روز ایک پریس کانفرنس میں اپنے ساتھیوں سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔ انہوں نے جناب مفتی محمود اور دیگر قائدین

جمعیت کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔

جمعیت کے ضلعی صدر مولانا محمد رمضان، حاجی عطا محمد عرائض نویس اور ملک محمد یوسف نے جمعیت میں ان کی شمولیت کا پرجوش خیر مقدم کیا ہے۔

دعائے صحت

میانوالی۔ جمعیت علماء اسلام میانوالی کے امیر حضرت مولانا محمد امیر صاحب سخت علیل ہیں۔ انہیں علاج کی غرض سے سول ہسپتال میں داخل کر دیا گیا ہے۔ ملک محمد یوسف اور ان کے لواحقین نے تمام احباب سے ان کی صحت کے لیے دعا کی اپیل کی ہے۔

چوہدری محمد اصغر سرو ایڈووکیٹ اپنے ساتھیوں سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہو گئے

خانیوال ۱۰ اکتوبر۔ خانیوال کے سماجی راہنما جناب چوہدری محمد اصغر سرو ایڈووکیٹ نے اپنے متعدد ساتھیوں سمیت جمعیت علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ اور جمعیت کے لیے ہر ممکن مدد اور تعاون کی مکمل یقین دہانی کرائی۔ انہوں نے گزشتہ روز کہا کہ میں صدر پاکستان قومی اتحاد مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ العالی اور حضرت درخواستی کی قیادت پر بھرپور اعتماد کرتا ہوں۔

انہوں نے کہا کہ ہم جمعیت علماء اسلام کے لیے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ جناب مولانا قاری محمد ناہر صاحب اور دیگر ساتھیوں نے جناب چوہدری محمد اصغر سرو کی جمعیت میں شمولیت پر ان کا پرجوش خیر مقدم کیا اور ان کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرنے کا یقین بھی دلایا۔

ملک برادری کی جمعیۃ میں شمولیت

(ڈھوک کیال) کی ملک برادری کے سینکڑوں افراد جمعیت علماء اسلام میں شامل ہو گئے۔ انہوں نے حضرت مفتی محمود صاحب اور حضرت درخواستی کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ بعد میں انتخاب عمل میں لایا گیا:

سرپرست، جناب ملک شاہ محمد
امیر، مولانا میاں غلام
نائب امیر، ملک غلام محمد
سیکرٹری جنرل، ملک اللہ دتہ
خازن، ملک سعید امیر
پروپیگنڈہ سیکرٹری، ملک نور عبداللہ
سالار، ملک احمد شیر
نائب سالار، ملک شیر خان
نائب پروپیگنڈہ سیکرٹری، ملک غلام محمد

دفتر کا افتتاح

بورے والا، گزشتہ دنوں دفتر جمعیۃ علمائے اسلام گول چوک بورے والا کا افتتاح ہوا۔ جس میں یک صد سے زائد معززین شہر نے شرکت کی۔ جمعیت علماء اسلام ضلع وہاڑی کے جنرل سیکرٹری اور پاکستان قومی اتحاد کے ضلعی صدر جناب قاری محمد طیب نے جمعیۃ کی تاریخ اور اس کی خدمات پر روشنی ڈالی۔

بعد ازاں مولانا عبدالرحیم نعمانی نے فرمایا کہ جمعیت علماء اسلام ملک میں اسلامی نظام کے لیے کوشاں ہے۔ ان کا طریق کار بہت اچھا ہے۔ آپ لوگ ان سے بھرپور تعاون فرمائیں۔ اس کے بعد مولانا محمود احمد قادری نے بھی خطاب کیا۔ پھر جمعیت علماء اسلام بورے والا شہر کا انتخاب نو ہوا۔

امیر مولانا محمود احمد قادری، نائب امیر، شیخ محمد امین، نائب امیر دوئم، حاجی محمد اشرف، ناظم عمومی، راؤ ارشاد احمد خان۔ نائب ناظم، چوہدری محمد امین۔ نائب امیر دوئم، محمد اشرف علوی۔ ناظم نشر و اشاعت، گلزار احمد علوی۔ سالار، محمد حسین سلیمی (سابق فوجی)، خازن، عبدالعلیم۔ آفس سیکرٹری، محمد شبیر علوی اور شیخ مشتاق احمد۔

بعد ازاں معززین کی مٹھائی اور چائے سے تواضع کی گئی۔

مشترکہ بیان

پاکستان قومی اتحاد ضلع جہلم کے صدر چوہدری فضل الٰہی صاحب تاجپوری، جمعیۃ علمائے اسلام ضلع جہلم کے امیر مولانا محمد شریف اصرار، تنظیم علماء ضلع جہلم کے جنرل سیکرٹری مفتی رشید احمد رشید مہتمم مدرسہ عثمانیہ تعلیم الاسلام، چوہدری انور پاشا جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم نے ایک مشترکہ بیان میں ملک میں فوری طور پر سود سے پاک بینکاری نظام کا قیام اور نماز پنجگانہ کی ادائیگی کا آرڈیننس نافذ کرنے، سابق وزیراعظم اور وزراء اور اراکین اسمبلی کا صحیح احتساب اور مجرموں کو عبرتناک سزا دینے، دیہاتوں میں بجلی، سڑکیں، گلیوں کی پختگی کرنے، ڈپو سسٹم ختم کر کے چینی آٹا کھلی مارکیٹ میں لانے، فوری طور پر مہنگائی پر کنٹرول کرنے، غنڈہ اور سماج دشمن عناصر سے ملک کی تطہیر کرنے اور ناجائز ملک ملک کی کمائی ہوئی دولت کو ضبط کر کے دیہاتیوں کی فلاح و بہبود پر خرچ کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ ضلع جہلم کے ان سیاسی راہنماؤں نے مقدمات کے جلد فیصلے کر کے قاتلوں، زانیوں، شرابیوں، غنڈہ گردوں، اغوا، ڈکیتی اور لوٹ کھسوٹ میں ملوث افراد کو ہمیشہ کیلئے پاکستانی سیاست سے ختم کیا جائے۔

بھار کھاکھی

گزشتہ دنوں جمعیۃ علمائے اسلام حلقہ بھار کھاکھی تحصیل لیاقت پور کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت میاں نبی بخش امیر جمعیۃ منعقد ہوا۔ جس میں تلاوت کلام پاک مختار احمد نے کی۔ بعد میں حاجی نبی بخش نے نعت پڑھی۔ اور پھر مولانا محمد اقبال اختر قائم مقام ناظم اعلیٰ جمعیت نے ولولہ انگیز خطاب کرتے ہوئے شہر کے مختلف علاقوں میں پیپلز پارٹی کی اشتعال انگیز کارروائیوں کی شدید مذمت کی اور کہا کہ پیپلز پارٹی سوچے سمجھے پروگرام کے تحت ہنگامے کرانے کی ناکام کوشش کر رہی ہے۔ انہوں نے مارشل لاء حکام سے مطالبہ کیا کہ پیپلز پارٹی کی ان سرگرمیوں کا فوری نوٹس لیا جائے ورنہ صورت حال سنگین ہو جائے گی۔ اور قومی اتحاد کے کارکنوں کے لیے یہ سب کچھ خاموشی کے ساتھ برداشت کرنا مشکل ہو جائے گا۔ انہوں نے لاڑکانہ کے ایک نواحی گاؤں میں مسجد کو نذر آتش کرنے کے واقعہ کو شرمناک قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس سے پیپلز پارٹی کے عزائم کھل کر سامنے آ گئے ہیں۔ انہوں نے اس واقعہ کی فوری تحقیقات کرنے اور ذمہ دار افراد کو قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا۔ *

آخر میں خواجہ ہوت محمد کوریجہ آف شیدانی شریف کی قومی اتحاد میں شمولیت کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان کو مبارک باد پیش کی۔

صوبیدار شہزاد خان کی جمعیۃ میں شمولیت

سابق نائب صوبیدار شہزادہ خان نے اپنے ساتھیوں سمیت پیپلز پارٹی سے مستعفی ہو کر جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔ انہوں نے ڈاکٹر غلام نبی صدر جمعیۃ العلماء اسلام طوط کان کو اپنی مکمل حمایت کا یقین دلایا اور مرکزی قائدین حضرت امیر حافظ الحدیث والقرآن مولانا محمد عبداللہ درخواستی صاحب و حضرت مولانا مفتی محمود صاحب پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔

ہنگامی اجلاس، خانیوال

گزشتہ دنوں امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان جناب سید خورشید عباس گردیزی اچانک خانیوال کے دورے پر تشریف لائے اور ساتھیوں سے ملاقات کی۔ انہوں نے بعد نماز عشاء جمعیۃ علماء اسلام کا ہنگامی اجلاس دفتر میں طلب کیا۔ اجلاس میں کافی تعداد میں ساتھی جمع ہوئے۔ اجلاس میں جدید باڈی تشکیل دی گئی۔ سابقہ امیر جمعیۃ علماء اسلام خانیوال حضرت مولانا محمد حسن مدظلہ، جو کچھ عرصے سے بیمار ہیں، کمزوری کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔ جدید انتخاب میں حضرت مولانا کو سرپرست جمعیت علماء اسلام خانیوال چنا گیا۔ امیر جناب مولانا محمد رمضان صاحب اظہر، نائب امیر جناب حکیم محمد عالم صاحب جاوید۔ نائب امیر دوم جناب شیخ محمد عاشق صاحب۔ ناظم عمومی جناب چوہدری محمد اصغر صاحب سروہا ایڈووکیٹ۔ ناظم جناب سید آفتاب حسین صاحب۔ خزانچی حاجی محمد شیر صاحب سالار بعد میں نامزد کیا جائے گا۔ سیکرٹری نشر و اشاعت جناب شبیر احمد صاحب عثمانی۔ علاوہ ازیں دفتر کیلئے ایک آفس سیکرٹری رکھنے کے لیے غور کیا گیا۔

جمعیت طلباء اسلام خانیوال کے سیکرٹری خلیل احمد جاوید۔ نائب صدر محمد طاہر۔ خازن عبدالسمیع۔ محمد ظفر اقبال قریشی عبدالرشید اور دیگر طلباء بھی اجلاس میں موجود تھے۔ طلباء کی طرف سے خلیل احمد جاوید نے دفتر کے لیے اپنے مسائل اور لائبریری کے قیام کے لیے اپنا منصوبہ ان کے سامنے پیش کیا۔ امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان اور دیگر ساتھیوں نے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔

اجلاس کے آخر میں امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان جناب خورشید عباس گردیزی نے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے لیے صحت اور درازی عمر کی دعا کی۔

پاکستان قومی اتحاد

چک نمبر ۳۳۱/ای بی تحصیل بوریوالہ

مورخہ ۲۷ ستمبر بعد از نماز عشاء پاکستان قومی اتحاد کے کارکنوں کا ایک اجلاس راؤ منور احمد خاں کی دعوت پر راؤ عبدالرشید خان نمبردار کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ جس میں کثیر تعداد میں چک کے معززین نے شرکت فرمائی۔ اجلاس کی کارروائی کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت سے ہوا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قومی اتحاد بورے والا کے جنرل سیکرٹری ارشاد احمد ڈوگر ایڈووکیٹ نے کہا کہ مسٹر بھٹو نے اپنے پانچ سالہ دور اقتدار میں اسلام کے نام پر اسلام کا استحصال کیا اور غریب کے نام پر غریب کو لوٹا لیکن پاکستان قومی اتحاد کی حکومت جب آئے گی تو غریبوں کے ساتھ کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ اگر عوام بھوکی ہوگی تو ہمارے حکمران بھی بھوکے ہوں گے۔

ان کے بعد پاکستان طلبہ اتحاد بورے والا کے جنرل سیکرٹری راؤ منور احمد خاں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت ملک جس نازک دور سے گزر رہا ہے ایسے وقت میں آپ کا فرض ہے کہ آپ قومی اتحاد کا بھرپور ساتھ دیں تاکہ ملک موجودہ صورتحال سے چھٹکارا حاصل کر سکے۔

ان کے بعد راؤ ارشاد احمد خان نے کارکنوں کو کام تیز کرنے کی ہدایات دیں۔ آخر میں راؤ عبدالرشید خان نمبردار نے مہمان خصوصی کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اجلاس میں شرکت فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔

اجلاس کے شروع میں کارکنوں اور معززین کے باہمی مشورہ سے قومی اتحاد چک نمبر ۳۳۱ کا انتخاب عمل میں آیا۔ جو درج ذیل ہے:

صدر، راؤ عبدالقیوم خاں۔
نائب صدر، راؤ محمد رمضان آڑھتی
جنرل سیکرٹری، راؤ عبدالرشید خاں نمبردار
جائنٹ سیکرٹری، راؤ نعیم اختر خان
سیکرٹری اطلاعات، راؤ محمد شریف خاں
خازن، حافظ راؤ محمد اختر

سانحہ ارتحال

گزشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام لدھے والا وڑائچ ضلع گوجرانوالہ برانچ جمعیۃ کے خازن جناب محمد ولایت کے والد گرامی بروز بدھ مورخہ ۵-۱۰-۷۷ کو لدھے والا میں بس کے ایکسیڈنٹ سے شہید ہو گئے۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے سینکڑوں افراد نے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔ نماز جنازہ کے فرائض حافظ محمد عبداللہ نے ادا کیے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی رحمتوں سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق مرحمت فرمائے۔

موت العالم موت العالم

۱۳ شوال ۲۸ ستمبر بروز بدھ ممتاز عالم دین جمیعت علماء اسلام تحصیل شجاع آباد کے راہنما حضرت مولانا محمد احسن صاحب رحمۃ اللہ تلمیذ حضرت مدنیؒ فاضل دیوبند اس عالم فانی سے رحلت فرما گئے۔ تمام احباب و جماعتی رفقاء حضرت کے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ ارحم الراحمین ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ اور ان کے لواحقین و متوسلین کو صبر جمیل۔

اظہار غم

جھنگ، جمیعۃ علماء اسلام ضلع جھنگ کے امیر ناظم اعلیٰ، ناظم نشر و اشاعت پاکستان قومی اتحاد جھنگ صدر کے صوبائی امیدوار، قومی اتحاد جھنگ کے نائب صدر اور اتحاد العلماء کونسل جھنگ کے جنرل سیکرٹری جن کے نام علی الترتیب حاجی ملک علی محمد، مولانا محمد الیاس چوہدری محمد عقیل، مفتی عبدالعلیم، قاری غلام محمد، مولانا محمد فاروق صاحب نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں روزنامہ غریب لائلپور، جھنگ کے نمائندہ خصوصی اور متعدد کتابوں کے مصنف بلال زبیری کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور

دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ ان حضرات نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت کو ان کے سات معصوم بچوں اور بیوہ کا وظیفہ مقرر کرنا چاہیئے۔

مولانا محمد حیات صاحبؒ تربت والے وفات پا گئے

گزشتہ دنوں حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ طویل علالت کے بعد اس جہانِ فانی سے دار البقاء کی طرف رخصت ہوگئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) ان کے انتقال سے بلوچستان میں ایک عظیم خلاء پیدا ہوا۔ ہر طبقہ کے لوگوں کے لیے خصوصاً علماء بلوچستان اپنے ایک عظیم رہنما سے محروم ہوگئے۔ آپ بلوچستان کے مایہ ناز عالمِ دین و مولانا عبیداللہ سندھی کے دیگر اکابر دیوبند کے مسلک کے صحیح ترجمان و فلسفہ ولی اللٰہی کے امین تھے۔ سرزمین بلوچستان کے بڑے محقق عالم تھے۔ آپ کے درس میں جدید تعلیم یافتہ بھی فیض یاب ہوتے۔ احباب جمعیۃ علماء اسلام سے ان کی مغفرت و بلندئ درجات کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرما کر مولانا مرحوم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق فرمائیں۔ خصوصاً آپ کے بڑے فرزند مولانا عبدالحق کو انہی جیسی دین کی خدمت کرنے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمادیں۔

خان عنایت اللہ اور ان کی برادری جمعیۃ میں شامل ہوگئی

گزشتہ دنوں قومی اتحاد کے زیرِ اہتمام بمقام کرگٹ علاقہ آلائی تحصیل بٹگرام ایک عظیم الشان جلسۂ عام منعقد ہوا جس میں مقامی علماء کرام کے علاوہ حاجی فقیر محمد خان امیدوار قومی اسمبلی نے بھی خطاب کیا۔ جلسہ کی صدارت مولانا دولت الرحمان صاحب نے کی۔ اسی جلسے میں علاقہ آلائی کے ممتاز سیاسی و سماجی کارکن خان عنایت اللہ خان نے پوری قوم اور ساتھیوں سمیت جمعیت علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کرتے ہوئے قائدِ اتحاد و قائدِ جمعیت مولانا مفتی محمود کی قیادت پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے ان کی دینی و سیاسی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ اراکین جمعیت علاقہ آلائی و سیکرٹری اطلاعات تحصیل بٹگرام دوست محمد مالکی نے خان عنایت اللہ خان کی جمعیت میں شمولیت کا خیر مقدم کیا۔

علاقہ آلائی تحصیل بٹگرام

کارکنانِ جمعیت علماء اسلام علاقہ آلائی تحصیل بٹگرام ضلع مانسہرہ کا ایک اجلاس بمقام بنہ زیرِ صدارت مولانا محمد ایوب آف تیلوس منعقد ہوا۔ جس میں علاقے کے علماء کرام اور کارکنانِ جمعیت نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

اجلاس میں متفقہ طور پر مندرجہ ذیل عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا:

امیر، شیخ الحدیث مولانا محمد ایوب آف تیلوس نائب امیر، مولانا غلام سرور آف بنہ۔ ناظم عمومی، مولانا سید قاضی شاہ آف رٹا۔ ناظم نشریات مولانا محمد مصطفےٰ۔ سالار، مولانا رحیم اللہ آف بنہ۔

اجلاس میں جمعیت کو منظم اور فعال بنانے کے لیے فیصلہ کیا گیا کہ علاقہ آلائی کے تمام دیہاتوں میں جمعیت کی شاخیں قائم کی جائیں۔

اجلاس میں مفکرِ اسلام قائدِ اتحاد حضرت مولانا مفتی محمود قائد جمعیت مولانا عبداللہ درخواستی، مولانا ایوب جان بنوری، مولانا عبیداللہ انور، و دیگر اکابرین جمعیت کی قیادت پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے کہا کہ ہم علماء حق کی قیادت میں اسلام کی سربلندی کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اجلاس میں حاجی فقیر محمد خان سے مکمل تعاون کا عہد کیا گیا۔

قومی اتحاد جموں کشمیر

قومی اتحاد جموں کشمیر کے مرکزی راہنما اور آزاد کشمیر کے ممتاز عالمِ دین مولانا مفتی عبدالمتین صاحب نے راولاکوٹ میں جمعیت علماء آزاد جموں و کشمیر ضلع پونچھ کے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ قومی اتحاد جموں کشمیر کے کارکن اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کمربستہ ہو جائیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ قومی اتحاد جموں کشمیر نے جس جدوجہد کا آغاز کیا ہے مکمل اسلامی نظام کے نفاذ تک جاری رہے گی۔

جمعیت علماء آزاد جموں و کشمیر کے مرکزی ناظم مولانا محمد نذیر فاروقی نے کہا ہے کہ تیس سال تک اسلام کے نام کو صرف استعمال کیا گیا ہے، اب قوم مزید دھوکہ نہیں کھائے گی۔ اب وقت آگیا ہے کہ کشمیری قوم نے جس عظیم مقصد کے لیے قربانیاں دی تھیں وہ حاصل کریں۔

فیصل آباد

جمعیت علماء اسلام شہر فیصل آباد کے فعال کارکن اور معاون جناب جاوید احمد شیخ کی والدہ ماجدہ کا گذشتہ دنوں انتقال ہوگیا ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) مرحومہ نیک سیرت، پابند صوم و صلوٰۃ تھیں۔ ان کی وفات پر جمعیۃ علماء اسلام فیصل آباد کے راہنما مولانا عزیز الرحمٰن انوری، مولانا حافظ لال دین، مولانا محمد عابد نعیم، مولانا نصیرالدین، مولانا قاری محمد الیاس اور دیگر عہدیداروں نے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے مرحومہ کی بلندئ درجات کے لیے دعاءِ مغفرت کی کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ اپنی رحمتوں سے نوازے اور جنت الفردوس میں مقام اعلیٰ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین سے خاص کر جاوید احمد شیخ اور شیخ آفتاب احمد صاحب سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ صبر جمیل کی توفیق عطا فرماوے۔

چوتھا تربیتی اجتماع ۲۵ تا ۲۷ نومبر کو مدرسہ قاسم العلوم

ملتان میں منعقد ہوگا

کارکن ابھی سے اجتماع کو کامیاب بنانے کی بھرپور کوشش کریں

ندیم اقبال اعوان (صدر جمعیۃ صوبہ پنجاب)

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے زیر اہتمام چوتھا ماہانہ سہ روزہ تربیتی اجتماع ۲۵، ۲۶ اور ۲۷ نومبر کو مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں منعقد ہوگا۔ اس سے پیشتر تین تربیتی اجتماع انتہائی کامیابی سے اختتام پذیر ہو چکے ہیں۔ یہ اجتماع ماہ اکتوبر میں منعقد ہونا تھا۔ لیکن انتخاب (جو کہ ملتوی ہو گئے ہیں) اور تبلیغی اجتماع کی وجہ سے اس مہینے کارکنوں کو تکلیف نہیں دی گئی۔ اس لیے آئندہ تربیتی اجتماع ۲۵ تا ۲۷ نومبر کو مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں منعقد ہوگا۔

دریں اثنا جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے صدر جناب ندیم اقبال اعوان نے ایک بیان کے ذریعے صوبہ بھر کے ذمہ دار اراکین کو ہدایت کی ہے کہ تربیتی اجتماع کو کامیاب بنانے کے لیے ابھی سے بھرپور تیاری کی جائے۔ آپ نے کہا کہ یہ تربیتی اجتماع ہمارے کارکنوں کی ذہنی اور فکری تربیت کے لیے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ آپ نے کہا، مجھے خوشی ہے کہ پچھلے تین تربیتی اجتماعات میں کارکنوں نے جس لگن، خلوص اور انہماک سے شرکت کی، مجھے امید ہے کہ اگر کارکنوں نے اپنا یہ فکری تسلسل قائم رکھا تو انشاءاللہ چند ہی ماہ میں جمعیۃ کے کارکنوں کی ایک ایسی کھیپ تیار ہو جائے گی جو ایک منظم اور فعال طریقے سے جماعتی پروگرام کو دوسروں تک پہنچانے کے قابل ہو سکے گی۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ کارکن پچھلی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے انشاءاللہ بھرپور تعداد میں آئندہ تربیتی اجتماع میں شریک ہوں گے۔

پشاور (پخہ غلام)

گزشتہ روز دفتر جمعیۃ طلباء اسلام جس کا افتتاح پچھلے دنوں جناب ڈاکٹر محمد یونس صاحب صدر پاکستان قومی اتحاد پخہ غلام کے دست مبارک سے ہوا تھا، میں جمعیۃ طلباء اسلام پخہ غلام کے کارکنان کا ایک اجتماع ہوا۔ اور اس میں اتفاق رائے سے جمعیۃ طلباء اسلام پخہ غلام کا باقاعدہ انتخاب عمل میں لایا گیا۔ جس کی رو سے درج ذیل افراد عہدیداران منتخب ہوئے۔

صدر	جناب حافظ صبغۃ اللہ جان صاحب	مدرسہ تجوید القرآن، کچہری پشاور
نائب صدر اول	جناب ذوالفقار احمد صاحب	گورنمنٹ ہائی سکول پخہ غلام پشاور
نائب صدر دوئم	جناب لیاقت علی تبسم صاحب	〃 〃 〃
ناظم عمومی	جناب محمد فرہاد صاحب	〃 〃 〃
ناظم	جناب محمد یونس صاحب	〃 〃 〃
ناظم اطلاعات	جناب محمد عارف صاحب	〃 〃 〃
ناظم دفتر	جناب محمد نقیب صاحب	〃 〃 〃
ناظم مالیات	جناب رحیم بخش صاحب	〃 〃 〃

اجلاس کے اختتام پر جمعیۃ علماء اسلام پخہ غلام کے صدر جناب ڈاکٹر محمد یونس صاحب نے عہدیداران سے حلف وفاداری لیا۔

کنرٹی (ضلع ژوب)

پچھلے دنوں جمعیۃ طلباء اسلام ضلع ژوب کے صدر محمد اسماعیل نے کنرٹی کا دورہ کیا۔ مختلف مقامات پر جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکنوں سے ملاقات کی اور تنظیمی امور پر بات چیت کی۔ کنرٹی علاقہ میں جمعیۃ کی ایک باقاعدہ شاخ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کے مندرجہ ذیل عہدیداران منتخب ہوئے۔

صدر	نعمت اللہ
نائب صدر	باز محمد

ناظمِ عمومی — بدرالدین
ناظم — اللہ دین
ناظمِ نشریات — محمد دین
ناظمِ مالیات — عبدالحکیم

کارکنوں کا ایک اجلاس زیرِ صدارت شیر محمد افضل صفی صدر جمعیۃ طلباءِ اسلام کبیر والا منعقد ہوا۔ اجلاس میں کبیر والا شہر کی جمعیت کی محلہ وار تنظیموں کے بارے میں غور کیا گیا۔

جہلم کے ممتاز طالب علم راہنماؤں کی جمعیۃ میں شمولیت

گزشتہ روز جہلم کے ممتاز طالب علم راہنماؤں نے جمعیۃ طلباءِ اسلام کے پروگرام سے متاثر ہو کر باقاعدہ طور پر جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔ شمولیت کرنیوالوں کے نام درج ذیل ہیں:-

محمد محسن جاوید راہی ——— سابق صدر گورنمنٹ انٹر کالج، جہلم
شیخ محمد اکبر ——— سابق صدر سٹوڈنٹس یونین گورنمنٹ ڈگری کالج، جہلم
محمد اکمل چوہدری ——— سابق سیکرٹری سٹوڈنٹس یونین گورنمنٹ ڈگری کالج، جہلم
راجہ ظفر اقبال ——— جنرل سیکرٹری سٹوڈنٹس یونین گورنمنٹ ڈگری کالج، جہلم
ناصر محمود ڈار ——— نائب صدر 〃 〃 〃 〃
محمد شکیل خان ——— سیکرٹری سٹوڈنٹس یونین انٹر کالج، جہلم

طالب علم راہنما پرویز انور ہاشمی، اعتزاز خان خالد اور دیگر کئی طالب علم راہنما شامل ہیں۔ ان طالب علم راہنماؤں نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ طلباءِ اسلام پچھلے کئی سالوں سے اس ملک میں اسلامی نظامِ تعلیم کے لیے جو کوششیں کر رہی ہے وہ لائقِ صد تحسین ہے۔ طالب علم راہنماؤں نے کہا کہ جمعیت طلبۂ اسلام ہی وہ واحد جماعت ہے، جس نے اس ملک میں انگریز سامراج کے پیدا کردہ مسٹر اور مُلّا کے تفرقہ کو دُور کرنے کے لیے عملی طور پر علماءِ حق کی قیادت میں کامیاب کوششیں کی ہیں۔

راہنماؤں نے مزید کہا کہ ہم جمعیۃ کے ماضی کے کردار سے بے حد متاثر ہیں اور حالیہ نظامِ شریعت کی تحریک میں جمعیۃ طلباءِ اسلام کے تقریباً پندرہ ساتھیوں نے جامِ شہادت نوش کر کے اسلامی نظریہ رکھنے والے طالب علموں کے دل موہ لیے ہیں۔

تمام طالب علم راہنماؤں نے مشترکہ طور پر اس بات کا عہد کیا ہے کہ انشاء اللہ ہم اس ملک میں للّٰہ الامر کے پرچم تلے اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کسی قسم کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے۔

دریں اثنا جمعیۃ طلباءِ اسلام ضلع جہلم کے صدر اور ڈگری کالج جہلم کی سٹوڈنٹس یونین کے سابق نائب صدر چوہدری ظفر اقبال، پاکستان طلباء اتحاد ضلع جہلم کے آرگنائزر جناب شکیل خان جمعیۃ طلباءِ اسلام ضلع جہلم کے سابق صدر اور انٹر کالج جہلم کی یونین کے سابق نائب صدر حافظ بدرالاسلام، جمعیۃ کے مقامی راہنما خواجہ محمد اکرم، جمعیۃ طلباءِ اسلام شہر جہلم کے صدر محمد مشرف پاشا اور جنرل سیکرٹری عبدالغفار خان اور جمعیت طلباءِ اسلام ضلع جہلم کے سیکرٹری اطلاعات محمد امجد نے ان طالب علم لیڈروں کی جمعیۃ میں شمولیت کا خیر مقدم کیا ہے اور انہیں اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا ہے۔

ملتان (کبیر والا)

گزشتہ روز جمعیۃ طلباءِ اسلام کبیر والا کے

اور محلہ اسلام آباد، نواں شہر غربی اور محلہ قانونگویاں کے لیے بالترتیب محمد ایوب، محمد نصر اللہ اور عبدالغفار کو متفقہ طور پر

جلال پور پیر والا (ملتان)

گزشتہ روز جمعیۃ طلباءِ اسلام جلالپور پیروالا کے کارکنوں کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں درج ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔

صدر، جناب محمد یوسف قریشی
نائب صدر اوّل، بشیر احمد سمیہ
نائب صدر دوم، سید مختار حسین شاہ
ناظم عمومی، نثار احمد انصاری
ناظم اوّل، محمد سلیم قاضی
ناظم دوم، خواجہ شفیق الرحمٰن
ناظم نشریات، ملک قاسم بلوچ
ناظم مالیات، محمد یوسف قریشی
ناظم دفتر، سید مہدی حسین شاہ

اجلاس کی صدارت جمعیۃ علماءِ اسلام کے جنرل سیکرٹری مولانا خدا بخش صاحب فاروقی نے کی۔ اجلاس میں تقریباً ساٹھ طلباء نے شرکت کی۔

مبارک باد (بھوئی گاڑ)

جمعیۃ علمائے اسلام بھوئی گاڑ کے راہنماؤں نے ایک مشترکہ بیان میں بھوئی گاڑ میں جمعیت طلباءِ اسلام کے قیام کو نیک فال قرار دیا ہے۔ اور امید ظاہر کی ہے کہ جمعیۃ طلباء کے ساتھی اسلامی نظامِ تعلیم کے نفاذ کے لیے کسی قسم کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے۔ انہوں نے حسین احمد قریشی کو صدر اور حافظ بدرالدین کو ناظم عمومی منتخب ہونے پر مبارکباد دی۔

سکھر (سندھ)

جمعیت طلبائے اسلام سکھر کے کارکنوں کا ایک اجلاس زیرِ صدارت اسد اللہ خالد، کنوینر جمعیت طلبائے اسلام سکھر منعقد ہوا۔ کنوینر باڈی توڑ کر نئے انتخابات کرائے گئے۔ جس میں درج ذیل عہدیداران منتخب ہوئے۔

صدر، جناب بدرالدین قریشی صاحب
نائب صدر، جناب محمد سلیم صاحب
ناظم عمومی، جناب اسد اللہ خالد صاحب
ناظم، جناب ضیاء الدین بھٹی صاحب
ناظم نشریات، جناب محمد حنیف صاحب

ناظم مالیات، جناب محمد حسن صاحب، ناظم دفتر، جناب محمد رفیق اختر